مضمون

کتب خانہ اسکندریہ

پر

جسمین اصول روایت و درایت سے قطعی طور پر یہ بات ثابت کیگئی ہی کہ کتب خانہ اسکندریہ
کے جلانیکا الزام جو مسلمانون پر لگایا جاتا ہی محض غلط ہی — اس مضمون مین
علاوہ انگریز مورخون کے جرمن و فرانس کے مشہور اور مستند مصنفون کے
اقوال سے استناد کیا گیا ہی اور جن وجوہ سے ابتک ممالک یورپ مین
یہ غلطی چلی آتی تھی اونکی حقیقت علانیہ ظاہر کر دی گئی ہی —

مرتبہ

شبلی نعمانی

مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ باہتمام منشی قادر علیخان صوفی

سنہ ۱۸۹۲ عیسوی

مضمون

کتب خانۂ اسکندریہ

پر

جسمین اصول روایت و درایت سے قطعی طور پر یہ بات ثابت کیگئی ہے کہ کتب خانۂ اسکندریہ
کے جلانیکا الزام جو مسلمانون پر لگایا جاتا ہی محض غلط ہے — اس مضمون مین
علاوہ انگریز مورخون کے جرمن و فرانس کے مشہور اور مستند مصنفون کے
اقوال سے استناد کیا گیا ہی اور جن وجوہ سے ابتک ممالک یورپ مین
یہ غلطی چلی آتی تھی اونکی حقیقت علانیہ ظاہر کر دی گئی ہے —

مرتبہ

شبلی نعمانی

مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ باہتمام منشی قادر علیخان صوفی

سنہ ۱۸۹۲ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
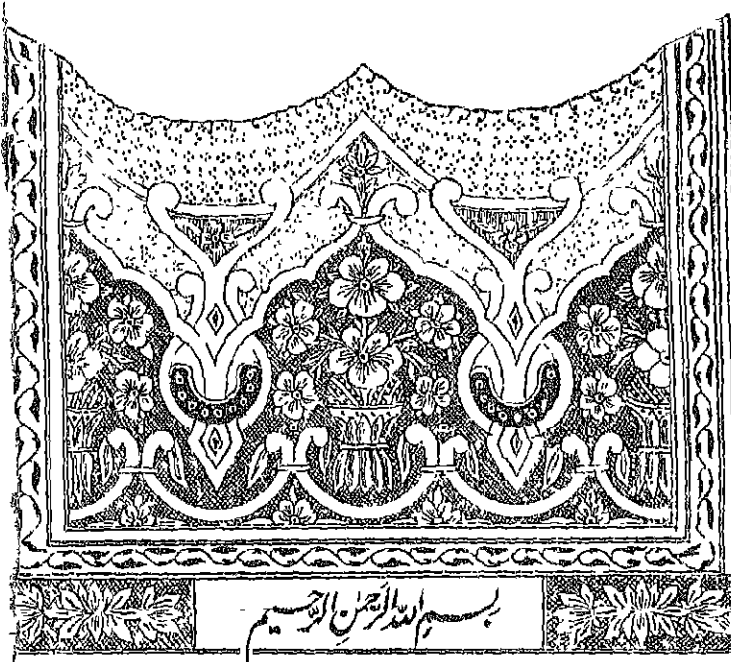
منجملہ اون افسوسناک غلطیون کے جو یورپ مین اسلامی تاریخ کے متعلق کسیّ زمانہ
مین پیدا ہوگئی تہین اور ابتک قائم ہین ایک واقعہ یہی ہے۔

اگرچہ ایک زمانہ دراز سے یورپ کو مسلمانون کے حالات سے واقف ہونیکے ذریعے
حاصل ہین لیکن موجودہ علم تاریخ کی ابتدا جس دور سے شروع ہوتی ہے وہ کروسیڈ یعنی صلیبی
لڑائیان ہین۔ اس زمانہ مین یورپ نے مسلمانون کو جس حیثیت سے جانا اور پہچانا وہ صرف
یہہ حیثیت تہی کہ مسلمان جنگجو ہین۔ غارتگر ہین۔ وحشی ہین۔ اور سب سے بڑہکر یہہ کہ قاتلِ
صلیب اور عیسائیون کے قبلہ (بیت المقدس) کے دشمن ہین۔

یہی زمانہ یورپ کی تہذیب ظلمت سے نکلنے کا بہی زمانہ ہے۔ کیونکہ جیسا کہ مشہور جنون۔

اور رفتہ رفتہ نافرمان ہو سکے ۔ جہانتک ترقی کی جسکے بعد صرف ابلیق پٹریارک کا شہر باقی رہجاتا ہے
ابوالفرج نے سُریانی زبان مین ایک نہایت بسیط تاریخ لکھی جسکا ماخذ سریانی ۔ عربی ۔ فارسی
اور یونانی کتابین تہین ۔ اس بڑی کتاب کا اوسنے عربی زبان مین ایک خلاصہ لکھا جسکا نام
مختصر الدول ہے اور جسکو ڈاکٹر پوکاک پروفیسر اکسفورڈ کالج نے ۱۶۶۳ء مین لاطن ترجمہ کے
ساتھہ چھاپا ۔ اس خلاصے کے مختلف نسخے ہین اور سب ناکامل ہین اور بعض واقعات اصل
سُریانی کتاب سے زائد ہین ۔ یہہ امر مشتبہ ہے کہ یہہ زائد واقعات خود ابوالفرج نے بڑہائے یا
کسی اور نے الحاق کیئے ۔

ابوالفرج کی مختصر الدول

یہی خلاصہ ہے جسمین سب سے اول اسکندریہ کے کتب خانے جلائے جانیکے واقعہ کا ذکر کیا گیا
ہے اور اسی کے لاطن ترجمہ کے ذریعہ سے تمام یورپ مین یہ روایت پونہچی ۔ مسٹر گبن اپنی تاریخ مین
لکھتے ہین کہ "جب سے ابوالفرج کی تاریخ لیٹن مین ترجمہ ہو کر دنیا مین شائع ہوئی یہہ قصہ بار بار
منقول ہوا ہے" واشنگٹن ارونگ، وارتہر گلمین ایم اے و مسٹر کریٹن اور بہت سے یورپین
مصنفین نے صاف تصریح کی ہے کہ یورپ مین یہ روایت ابوالفرج کے ذریعہ سے پہونچی ۔
یہہ زمانہ یورپ کی نہایت تعصب اور جہالت کا زمانہ تہا اور اسلیئے وہان مسلمانون کے متعلق
تمام اس قسم کی روایتین صحیح ہون یا غلط فوراً قبول کرلیجاتی تہین جنسے مسلمانونکی نسبت
نفرت انگیز خیالات پیدا ہون ۔ غرض یورپ کے ہر حصہ مین یہہ واقعہ مشہور ہوگیا اور نہایت
تیزی سے وہ یورپین لٹریچر کا عنصر بنگیا ۔ اس واقعہ کو جس عبارت مین ابوالفرج[1] نے لکہا ہے

[1] دیکھو تاریخ مختصر الدول مصنفہ ابوالفرج مطبوعہ لندن ۱۶۶۳ء صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ ۔

اوسکا لفظی ترجمہ یہہ ہی۔

سا اوس زمانہ مین مصریون مین یحیی نحوی جو ہماری زبان مین غرماتیقوس کے لقب سے ملقب ہو مشہور ہوا وہ اسکندریہ کا رہنے والا تہا اور یعقوبی عیسائیون کا عقیدہ رکہتا تہا اور ساوری کے عقیدہ کی تائید کرتا تہا۔ پہر عیسائیون کے عقیدہ تثلیث سے منکر ہوا۔ اسپر مصر مین تمام پادری جمع ہوے اور اوس سے درخواست کی کہ اس عقیدہ سے باز آے اوسنے نہ مانا۔ اسپر پادریون نے اوسکا رتبہ گہٹا دیا۔ وہ بہت دنون تک زندہ رہا۔ یہانتک کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کو فتح کیا۔ وہ عمرو کے پاس حاضر ہوا عمرو اوسکی لیاقت سے واقف ہو چکا تہا اسلیئے اوسنے اوسکی بہت عزت کی اور اوس سے وہ فلسفیانہ بحثین سنین جس سے اہل عرب کبہی آشنا نہ تہے۔ عمرو کے دل پر ان بحثون نے بہت اثر کیا اور وہ اوسپر فریفتہ ہو گیا عمرو عاقل خوش فہم صحیح الفکر شخص تہا اسلیئے اوسنے یحیی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اوسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرتا تہا۔

ابو الفرج کی اصل عبارت کا ترجمہ

ایک دن یحیی نے عمرو سے کہا کہ اسکندریہ کے تمام قسم کی چیزون پر آپ قابض ہین سو جو چیزین کہ آپکے کام کی ہین مین اونسے تعرض کرنا نہین چاہتا لیکن جو چیزین آپکے کام کی نہین اونکے تو ہمین لوگ زیادہ مستحق ہین۔ عمرو نے کہا تمکو کیا درکار ہی۔ یحیی نے کہا فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی کتب خانون مین ہین۔ عمرو نے کہا اس امر کی نسبت مین امیر المومنین عمر بن الخطاب کی اجازت کے بغیر کوئی حکم نہین دے سکتا۔ عمرو نے یحیی کی درخواست کی اطلاع عمر بن الخطاب کو دی۔ وہان سے جواب آیا کہ جن کتابون کا تمنے ذکر کیا ہی اگر وہ خدا کی کتاب کے موافق ہین تو خدا کی کتاب کے ہوتے اونکی کوئی ضرورت نہین اور اگر اونکے مضامین۔ خدا کی کتاب کے مخالف ہین تو تم اونکو برباد کرنا شروع کرو''۔ عمرو بن العاص نے اون کتابونکو

اسکندریہ کے حماموں مین تقسیم کرنا اور اونکو جلوانا شروع کیا۔ پس وہ چھہ مہینے کی مدت مین جلکر
تمام ہوین۔ سو جو کچھہ ہوا اوسکو سنو اور تعجب کرو"۔

یہہ واقعہ اسی طرح برابر تسلیم ہوتا آتا تھا اور کسیکو اوسکی نسبت تحقیق و تفتیش کا خیال تک
نہ آیا۔ سب سے پہلے مشہور مورخ گبن نے جو تاریخ کے طرز خاص کا بانی ہے۔ اس واقعہ کو
تحقیق کی نگاہ سے دیکھا اور لکھا کہ مین اس واقعہ کی اصلیت اور اوسکے نتائج دونون کے
انکار کیطرف مائل ہون۔ گبن نے اپنے انکار کی مختلف وجہین قائم کین جنمین سے ایک یہہ
ہے کہ ابوالفرج واقعہ مبحوث فیہ سے پانسو برس بعد پیدا ہوا اور اوسکے سوا کسی اور مورخ حتّٰی
کہ خود عیسائی مورخون نے اس واقعہ کا کہین ذکر نہین کیا۔ اسلیئے ابوالفرج کی شہادت
کیونکر معتبر ہو سکتی ہے گبن کے اس انکار کے بعد یورپ خواب غفلت سے چونکا اور متعدد
علما اوسکی تحقیق مین مصروف ہوے۔ اگرچہ گبن کے بعد اس واقعہ کے متعلق دو فریق
موافق و مخالف قائم ہو گیئے لیکن چونکہ اسقدر عموماً مسلم تھا کہ پہلی صدی ہجری مین اسلام کے
متعلق یورپ مین کوئی تصنیف نہین لکھی گئی اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت اور خلفائے اسلام کے
حالات مین آج تک یورپ مین جسقدر تاریخین لکھی گئین یا لکھی جا رہی ہین عموماً اسلامی
تصنیفات سے ماخوذ ہین۔ اسلیئے خود اوس فریق کو بھی جو اس واقعہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا تھا
عربی ہی تاریخونکی طرف رجوع کرنا پڑا۔ مسٹر کریٹن جنہون نے گبن کے انکار پر نہایت غصہ ظاہر
کیا اپنی کتاب تاریخ اسلام مین لکھتے ہین۔ "اگر یہہ واقعہ صرف اوس اجنبی شخص (ابوالفرج) کے
بیان پر جسنے چھہ سو برس کے بعد اس واقعہ کو تحریر کیا مبنی ہوتا تو ہمکو آزمیا کے عزیز (ابوالفرج)

سب سے پہلے گبن نے اس واقعہ سے انکار کیا۔

اہل یورپ اس واقعہ کی روایت کو صرف عربی تاریخون سے خود بتاتے ہین۔

سکے بیان کے تسلیم کرنے مین تامل ہوتا لیکن یہہ واقعہ صرف اونکی سند پر مبنی نہین ہی بلکہ برخلاف
اسکے مقریزی اور عبد اللطیف نے جنہون نے مصر کی تاریخ قدیم پر تصنیفات لکہی ہین اس واقعہ
کو بیان کیا ہی۔ مسٹر کریل نے نہایت انصاف کے ساتہہ علانیہ اسکا اعتراف کیا ہی وہ لکہتے
ہین کہ "جہانتک مجہے یاد ہی یہہ واقعہ پہلے پہل عبد اللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ کے پانسو برس
بعد پیدا ہوا مذکور ہوا ہی"۔

اس امر کے طی ہو جانیکے بعد کہ اس واقعہ کا ماخذ جو کچہہ ہی صرف عربی تاریخین ہین ہمکو اس بحث کا
فیصل کرنا نہایت آسان ہی کیونکہ عرب کی تصنیفات سے واقف ہو جانیکا استحقاق یورپ کی
بہ نسبت ہمکو زیادہ ہی و صاحب البیت ادری بما فیہا ۔ گہر کا حال گہر کا آدمی خوب جانتا ہی۔
یورپین مصنفین جنہون نے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی سند مین عبد اللطیف بغدادی
مقریزی۔ حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی اور کہا ہی کہ "یہہ مورخین نہایت معتبر ہین اور انکی شہادت سے
انکار نہین کیا جا سکتا"۔ مین نے جہانتک دیکہا اور پڑہا یورپ نے ہمیشہ انہی مورخین کا نام
لیا ہی۔ ایک ناواقف انگریز نے ابن خلدون کا بہی حوالہ دیا ہی اور جہوٹ سے شرم نہ کر کے
لکہا ہی کہ "ابن خلدون نے حضرت عمر کے حالات مین یہہ روایت بیان کی ہی"۔ لیکن ابن خلدون
کی تاریخ ایک عام اور مشہور کتاب ہی۔ حضرت عمر کی تمام تاریخ مین اس واقعہ کے متعلق ایک حرف
بہی مذکور نہین۔ غرض ابن خلدون کے علحدہ کرنیکے بعد صرف تین مذکورہ بالا مصنفین پر اس
روایت کا مدار رہ جاتا ہی۔ اب ہم مورخانہ اصول سے اس روایت کی تحقیق پر متوجہ ہوتے ہین
جسکے ذیل مین ہم یہہ بہی دکہا دینگے کہ یورپین مورخین نے ان مصنفون سے استناد کرنے مین

کسقدر تدلیس اور فریب سے کام لیا ہی۔

واقعات تاریخی کے ثابت کرنیکے دو طریقے ہین — روایت۔ درایت — روایت سے یہہ مطلب ہی کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہی اوسکی سند اوس شخص تک اوپہنچائی جائے جو خود اوس واقعہ مین موجود رہا ہو۔ عرب کی تمام مستند تاریخین اسی اصول پر لکہی گئی ہین اور یہی وجہ ہی کہ اون مین اَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنَا کے ذریعہ سے سند کا تمام سلسلہ ذکر کیا جاتا ہی اور اون تمام راویون کا نام لیا جاتا ہی جنکے ذریعہ سے واقعہ کی سند اوس شخص تک پہونچتی ہی جو خود اوس واقعہ مین شریک تہا — چوتہی صدی تک اسلامی تاریخون کا یہی طرز رہا اور گو زمانہ مابعد مین اوسکا رواج کم ہو چلا لیکن گذشتہ تین صدیون کے واقعات مین اب تک اسکا لحاظ ہی یعنی اوس زمانہ کے اونہی واقعات کا اعتبار کیا جاتا ہی جو سلسلۂ سند کے ساتہہ ثابت ہون۔

درایت سے یہہ غرض ہی کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہی اوسپر اس لحاظ سے غور کیجائے کہ وہ طبیعت انسانی کے اقتضا۔ زمانہ کی خصوصیتون منسوب الیہ کے حالات۔ اور اس قسم کے اور قراین کے ساتہہ مطابقت رکہتا ہی یا نہین ہی۔ اگر وہ واقعہ اس معیار پر پورا نہین اترتا تو اوسکی صحت مشتبہ ہوگی یعنی احتمال ہوگا کہ روایت کے تغیرات نے واقعہ کی صورت بدل دی ہی۔

اس واقعہ کی تحقیق مین بہی ہمکو انہی دو اصول سے کام لینا چاہیے۔

چونکہ اس بحث مین مقدمہ کے دو فریقون مین سے ایک نافی اور دوسرا مثبت ہی اور چونکہ اس قسم کے مقدمات مین بار ثبوت ہمیشہ اوس فریق پر ہوتا ہی جو ثبوت کا مدعی ہی اس لیے اول ہمکو اون شہادتون پر غور کرنا چاہیے جو واقعہ کے اثبات مین پیش کیجاتی ہین — ہمکو جہانتک

اس واقعہ کی تحقیق روایت کے لحاظ

معلوم ہی (اور ہم دعوی کے ساتھہ کہہ سکتے ہین کہ کوئی شخص اس بحث مین اس سے زیادہ ثابت
نہین کرسکتا) یورپ کے تمام مصنفین جو اس دعوی کو ثابت کرنا چاہتے ہین اونکی دلیل و روایت
کی حیثیت سے صرف اسقدر ہی کہ اس واقعہ کو عبد اللطیف بغدادی - مقریزی -
حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہی اب امور تنقیح طلب یہہ ہین کہ کیا ان مصنفون نے اس واقعہ کے
متعلق ایسا کوئی بیان کیا ہی جو شہادت مین پیش ہوسکتا ہی؟ اور کیا اس واقعہ کے متعلق
اونکی شہادت کافی ہی؟ یورپ کے مورخین نے جو اس واقعہ کے مدعی ہین فریب آمیز طور پر بار بار
عبد اللطیف - مقریزی - حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی - اور جنکو انکار ہی وہ ان مصنفون کی شہادت
کو قابل اعتبار نہین سمجھتے اور اس طریقہ بحث نے اون یورپین مورخون کی فریب آمیزی
پر پردہ ڈال رکھا ہی کیونکہ بحث اسپر محدود ہو گئی کہ عبد اللطیف وغیرہ قابل سند ہین یا نہین
حالانکہ پہلی تحقیق ضروری تھی کہ عبد اللطیف وغیرہ نے کوئی شہادت بھی دی ہی یا نہین
پہلی ضروری بحث یہہ ہی کہ کیا ان تینون مصنفون کا بیان (جنکا بار بار نام لیا جاتا ہی)
تین جداگانہ شہادتین ہین؟ مقریزی کی تاریخ مطبوعہ مصر ہماری پیش نظر ہی اوسنے جلد اول
صفحہ ۱۵۱ مین عمود السواری کے بیان مین جو اسکندریہ کا ایک مشہور منارہ ہی عمود السواری کے
لفظ سے عنوان قائم کیا ہی اور حرف بحرف وہ عبارت نقل کر دی ہی جو اس منار کے ذکر مین
عبد اللطیف نے لکھی تھی عبد اللطیف کی تحریر مین محض ضمنی طور پر اسکندریہ کے کتب خانہ کا
ذکر آگیا تھا چونکہ مقریزی نے حرف حرف عبد اللطیف کی عبارت نقل کی ہی اسلیئے کتبخانہ کے
متعلق جو عبارت ہی وہ بھی اوسیطرح منقول ہو گئی ہی - اسی بنا پر سیسو لانگل نے جو فرانس کا

مشہور عالم ہی مجبورانہ تسلیم کیا ہی کہ مقریزی کا بیان کوئی مستقل شہادت نہین بلکہ صرف عبد اللطیف کے فقرہ کی نقل ہی۔+ سیدیو لانگل کتبخانہ اسکندریہ کی بحث مین ہماری مخالف ہی لیکن اونکو مجبورًا یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہی۔ جن یورپین مورخون نے مقریزی کی اصل کتاب نہین دیکھی وہ ایمان بالغیب کے طور پر بار بار مقریزی کا نام لیتے ہین لیکن سیدیو لانگل ایسا نہین کرسکتا تھا کیونکہ اوس نے مقریزی کی کتاب کو خود پڑہا تہا۔ مقریزی نے اپنی کتاب مین اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکھا ہی لیکن کتبخانہ کے متعلق ایک حرف بہی نہین لکھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ واقعہ مذکورہ کو تاریخی واقعات کی فہرست مین شمار نہین کرتا۔

مقریزی کے خارج ہونیکے بعد دو نام رہ جاتے ہین عبد اللطیف و حاجی خلیفہ۔ حاجی خلیفہ کا ذکر اگرچہ اکثر یورپین مورخون نے کیا ہی لیکن اوسکی خاص عبارت کا حوالہ نہین دیا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو اونکا دعوی غالبًا کمزور ہو جاتا۔ ہم پروفیسر ڈساسی کے (جو ایک مشہور فرنچ مصنف ہین اور جو بڑے زور و شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین) ممنون ہین جنہون نے اس راز کو ظاہر کردیا ہی اور حاجی خلیفہ کی عبارت نقل کردی ہی جسکے اصلی الفاظ یہہ ہین۔

فكانت العرب في صدر الاسلام لا تعتني بشيء من العلوم الا بلغتها ومعرفة احكام شريعتها وصناعة الطب فانها كانت موجودة	اہل عرب بشروع اسلام مین تمام علوم مین سے بجز لغت و احکام شریعت وطب کے کسی علم کے طرف توجہ نہین کرتے تھے صرف یہ علوم بوجہ عام حاجت کے

+ دیکھو پروفیسر ڈساسی کا نوٹ ترجمہ تاریخ عبد اللطیف بغدادی صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۱۰ع

عند افراد منهم لحاجة الناس طرا اليها وذلك منهم صونا لقواعد الاسلام وعقائد اهله عن تطرق الخلل من علوم الاوائل قبل الرسوخ والاحكام حتى يروى انهم احرقوا ما وجدوا من الكتب فى فتوحات البلاد

بعض لوگون کے پاس موجود تھے۔ اور اسکا سبب تھا کہ چونکہ اسلام کے قواعد اور لوگونکے عقائد کے مضبوط و راسخ نہین ہوچکے تھے اسلیے ڈر تھا کہ قدما کے علوم سے ان مین خلل نہ پیدا ہو۔ یہان تک کہ بیان کیا جاتا ہی کہ ان لوگون نے شہرون کے فتوحات مین جو کتابین پائین وہ جلادین —

اس عبارت مین اسکندریہ کا تو ذکر تک نہین عام طور پر کتابوں کے جلانیکا ذکر کیا ہی اور وہ بھی یروی کے لفظ سے جو ظاہر کرتا ہی کہ وہ ایک عامیانہ روایت ہی۔ اس عبارت کے طرز اور نظام سے ہرگز نہین پایا جاتا کہ مصنف اس واقعہ کو واقعہ مسلمہ قرار دیتا ہی۔ حاجی خلیفہ شروع زمانہ اسلام کی عدم اعتنا کا ذکر بیان کرتا ہی اور اوسکے ذیل مین ایک عامیانہ روایت کو اوسی عامیانہ حیثیت سے ذکر کر جاتا ہی۔ اسکی بالکل ایسی مثال ہی کہ جس طرح کوئی کہے کہ نپولین نے مصر مین اسلامی افسری کا دعوی کرنا چاہا اور اسکے لیے بڑے جال پھیلائے یہان تک کہ کہتے ہین کہ اوسنے جامع ازہر مین کلمہ توحید پڑھا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ یہہ طرز بیان کا ایک عام طریقہ ہی کہ ایسے موقعون پر ایک مقرر یا مضمون نگار ضعیف سے ضعیف روایت کا بھی ذکر کر جاتا ہی۔ غرض خاص کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانیکا دعوی۔ حاجی خلیفہ کی طرف منسوب کرنا۔ ایسی تعجب انگیز جرأت ہی جو یورپین مورخون کے سوا اور کسی سے نہین ہوسکتی —

اب صرف عبد اللطیف بغدادی کی شہادت باقی رہ گئی۔ اور در حقیقت یورپین مورخون

کا اخیر سہارا ابھی عبد اللطیف ہی ہے۔ اونکی حقیقت یہہ ہی کہ عبد اللطیف نے مصر کی ایک تاریخ لکھی ہی جسکا نام کتاب الافادۃ والاعتبار فی الامور المشاھدۃ والحوادث المعاینۃ بارض مصر۔ یہہ کتاب اوسنے ۱۰ شعبان سنہ ۶۰۰ ہجری مین تمام کی اور اوسکا موضوع صرف وہ حالات و واقعات ہین جو عبد اللطیف نے خود مصر مین مشاہدہ کیے۔ اسمین ایک موقع پر عمود السواری کے لفظ سے ایک عنوان قائم کیا ہی اوسکے تمام حالات بیان کیے ہین اور لکہا ہی کہ اس ستون کے گرد چارسو اور چہوٹے چہوٹے ستون تھے۔ یہ حالات لکہتے لکہتے اخیر مین ضمناً یہہ عبارت لکھی ہی۔

ویذکر ان ھذا العمود من جملۃ اعمدۃ کانت تحمل رواق ارسطاطالیس الذی کان یدرس بہ الحکمۃ وانہ کان دار علم وفیہ خزانۃ کتب حرقھا عمرو بن العاص باشارۃ عمر بن الخطاب	اور کہا جاتا ہی کہ یہ ستون منجملہ اون ستونون کے ہی جنپر چہت قائم تہی جو ارسطو کا رواق تہا اور جہان ارسطو حکمت کا درس دیا کرتا تہا اور یہہ کہ وہ دار العلم تہا اور اوس مین وہ کتب خانہ تہا جسکو عمرو بن العاص نے عمر بن الخطاب کے اشارہ سے جلادیا۔

عبد اللطیف کی اصل عبارت

اس عبارت سے ہر شخص سمجہ سکتا ہی کہ عبد اللطیف نے اس واقعہ کو کس حیثیت سے ذکر کیا ہی عبد اللطیف کا یہ تمام قول یذکر کے تحت مین ہی جس سے کسی طرح ظاہر نہین ہو سکتا کہ وہ اس واقعہ کو خود خانہ حیثیت سے لکہتا ہی یا اوسکو تسلیم کرتا ہی مسٹر کریل جرمنی اپنے مضمون مین عبد اللطیف کا قول نقل کرنیکے بعد لکہتے ہین "یہ بیان محض علیٰ سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اس سے خاص کوئی غرض نہین معلوم ہوتی۔ کیسی خاص

اصل واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ محض ایک مشہور بات کا اعادہ کردینا ہی جسکو اوس زمانہ کے سیاحون نے بارہا کیا ہی اور یہہ من قبیل اوسی قسم کی غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کی ہی جو زمانۂ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تھے۔ ایک مزے کی بات یہہ ہی کہ عبد اللطیف نے چونکہ بازاری گپون کا ذکر کیا ہے اسلیے اس جملہ مین جتنے واقعات بیان کیے اتفاق سے سب غلط تھے۔ نہ یہہ مقام ارسطو کا رواق تھا نہ ارسطو نے کبھی وہان درس دیا ایک مضمون نگار نے جسنے اسپکٹیٹر مورخہ ۱۳ رجون مین اس مضمون پر ایک بحث لکھی ہی عبد اللطیف کے بیان کی غلطی پر عجیب لطف سے استدلال کیا ہی۔ وہ کہتا ہی کہ کتب خانہ کا جلایا جانا تو ایک طرف عبد اللطیف نے اسکے ساتھہ اور جو واقعات بیان کیے وہ کونسے سچ ہین!!!

یہہ ہی حقیقت اون سندون اور روایتون کی جن پر یورپین مورخون نے ہوائی چہار لکھی ہی۔ ان مصنفون نے اس بحث مین جس قسم کی تدلیس سے کام لیا ہی حقیقت مین وہ نہایت تعجب انگیز ہی۔ عبد اللطیف وغیرہ کی جو اصل عبارتین ہمنے نقل کی ہین اونسے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہی کہ مقریزی نے خود اس واقعہ کو نہین بیان کیا بلکہ عمود السواری کے ذکر مین عبد اللطیف کی عبارت نقل کردی ہی جسمین ضمناً کتب خانہ کا بھی ذکر تھا حاجی خلیفہ نے اسکندریہ کا نام تک نہین لیا البتہ عام طور پر کتب خانون کا ذکر کیا ہی اور وہ بھی **یذکر** کے تحت مین جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ کوئی مصدقہ روایت نہین۔ لیکن یورپین مورخون نے عبد اللطیف وغیرہ کا نام ہمیشہ اس حیثیت سے لیا ہی کہ گویا

یورپین مورخون کی تدلیس اور فریب ہی۔

انھون نے اس واقعہ کی صحت کا دعوی کیا ہو اور اسپر کوئی مستقل مضمون لکہا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے اپنے نوٹ مین لکھا ہی کہ "جو اعتراضات ابو الفرج کے بیان پر کیے جاتے ہین اون مین یہہ نہایت قوی اعتراض خیال کیا جاتا ہی کہ عرب کے مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین"۔ اسکے بعد پروفیسر ڈساسی اس اعتراض کا جواب دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ "لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبد اللطیف اور مقریزی کی شہادت کے بعد گھٹ جاتا ہو"۔ لطف یہہ ہی کہ اسی عبارت کے بعد پروفیسر موصوف لکہتے ہین کہ اگرچہ لوگون کو اس کہنے کا موقع حاصل ہی کہ مقریزی کا قول صرف عبد اللطیف کے فقرہ کی نقل ہی۔

مسٹر کریچٹن لکہتے ہین کہ "یہہ واقعہ صرف سند مذکورۂ بالا (یعنی ابو الفرج کا بیان) پر مبنی نہین ہی بلکہ برخلاف اسکے مقریزی اور عبد اللطیف نے جنہون نے قدیم تاریخ مصر پر تصنیفات لکھین اس واقعہ کا بیان کیا ہی"۔

پروفیسر وایٹ نہایت بلند آہنگی سے فرماتے ہین کہ "ہم گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مورخون کی اثباتی شہادت پیش کرینگے جو ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند ہونے کی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا اور دونون مذہب اسلام کے نہایت متعصب پیرو ہین اس سے عبد اللطیف و مقریزی کو مراد لیتا ہو جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کے ذکر ہی مین ہمزبان نہین ہین بلکہ ٹہیک اوس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکورہ قائم تہا"۔

پروفیسر وایٹ نے اس موقع پر کس چالاکی سے کام لیا ہی۔ عبداللطیف نے ایک ستون کے ذکر مین ضمناً افواہی طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا ہی۔ پروفیسر وایٹ اوسکو اس قالب مین ڈہالتے ہین جس سے ایک ناواقف شخص کو یہہ گمان ہوگا کہ عبداللطیف نے مستقل طور پر اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی اور صرف اصل واقعہ کو ثابت نہین کیا بلکہ واقعہ کا موقع و محل بہی متعین کر دیا!!!

اگرچہ یورپ کے اکثر مؤرخون نے جو اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین۔ صرف انہین تینون یعنی عبداللطیف۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ۔ پر استناد کا مدار رکھا ہی اور ہمنے اس موقع پر انہین مصنفون سے بحث کی لیکن بعض یورپین مصنفون نے تدلیس (مخفی فریب) کے میدان مین اَورون سے بڑھکر قدم رکھا ہی اور فریب آمیز طور پر ظاہر کیا ہی کہ اس واقعہ کی تائید کے لیئے اَور بہی متعدد شہادتین موجود ہین۔ مسٹر کریڈن صاحب اپنی کتاب کے حاشیہ مین فرماتے ہین کہ "بیرن ڈساسی نے اپنے ایک لمبے نوٹ مین جو اوسنے عبداللطیف کے ترجمہ پر لکہا ہی (مصر کا بیان صفحہ ۲۴۰) عربی مصنفون کی کتابون سے مختلف شہادتین جمع کی ہین جو پیرس کے شاہی کتب خانہ مین موجود ہین اور ان شہادتون سے ابوالفرج کا بیان قابل اعتبار ثابت ہوتا ہی لیکن مغرور گبن نے ان تصنیفات کو نہین دیکہا تہا"۔

اس عبارت سے ایک ناواقف اور خصوصاً وہ جسکو یورپین مصنفون کے ساتہہ عام خوش اعتقادی ہو۔ بالکل دہوکہ مین آجائیگا اور یقین کر لیگا کہ پیرس کے عظیم الشان کتبخانہ

مین مشہور اس واقعہ کے لیئے بہت کچھ مادہ موجود ہوگا ورنہ تمام یورپ مین ایسا غلط واقعہ کیونکر مشہور ہو سکتا تھا۔

لیکن ہمارے ناظرین کو پیرس کے پرشوکت نام سے مرعوب نہونا چاہیئے۔ ڈساسی کا نوٹ اور وہ کتابین جنکا اونھون نے حوالہ دیا ہی ہمارے سامنے ہین بیشبہہ ڈساسی نے اس واقعہ کو بڑے زور شور سے ثابت کرنا چاہا ہی لیکن افسوس ہی کہ جو زور اونکی طبیعت مین ہی وہ دلائل مین نہین۔ ہم اس موقع پر اونکی پوری تحریر کا لفظی ترجمہ نقل کرتے ہین۔

"ابوالفرج نے اپنی تاریخ خاندان عرب مین عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کی نسبت جو واقعہ بیان کیا ہی اوس مین متعدد مشہور مصنفون نے شک کیا ہی۔ جو کچھ کہ اس واقعہ پر لکھا گیا ہی اوسکے بیان کرنے اور اوسکی حیثیت کے اندازہ کرنے مین ایک بڑی بحث ضرور ہونی چاہیئے۔

وہ دلیلین جنکی بنا پر شکوک کیئے گئے ہین اوس جرمن مباحثہ مین مل سکتی ہین جسکو Mch Rennhar d' نے سنہ ۱۷۹۲ء بمقام Gottingen چھاپا تھا اور اون ریمارکون مین جو اسکندریہ کے قدیم کتب خانون کے متعلق ہین جنکو M. de Saint Croix نے میگزین انسائیکلوپیڈیا سال پنجم صفحہ ۳۰۳ مین درج کیا ہی۔ مسیو لانگلس M. Langles اور وائٹ White عام خیال کی حمایت کرتے ہین لیکن ابوالفرج کے مبالغہ آمیز بیان کو قبول نہین کرتے۔

ابوالفرج کے بیان پر جو اعتراضات کیئے گئے ہین اون مین یہ اعتراض قوی خیال کیا گیا ہی کہ عرب کے مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین۔ لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبداللطیف و مقریزی

کی شہادت کے بعد گہٹ جاتا ہی اگرچہ لوگ یہ کہہ سکتے ہین کہ ظاہرا مقریزی کا وہ فقرہ جیسا کہ مسیو لانگل
نے نشان دیا ہی صرف عبد اللطیف کے فقرہ کی نقل ہی۔

مین نہین چاہتا کہ ادن پیار کون سے جنکو کہ مین بیان کرونگا ایک ایسے عالم مصنف (مسیو لانگل مراد
ہی) کے ساتھہ میدان مبارزت مین آؤن جسکی مین تہ دل سے نہایت عزت اور محبت رکھتا ہون لیکن مین نے
چند اور نئی خاص سندین پیدا کی ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ یہہ واقعہ جسطرح کہ ابو الفرج نے بیان کیا ہی گو
اوسمین ایسی تفصیلین ہین جو نکتہ چینی کی برداشت نہین کرسکتین تاہم یہہ سچ ہی کہ وہ ایک تاریخی سچائی پر مبنی ہی اور یہہ کہ عربون
نے جب یہہ شہر فتح کرلیا تہا تو عمرو بن العاص نے حضرت عمر کے فرمان کے مطابق یہہ حکم دیا تہا کہ ایک مجموعہ جسمین
بہت سی کتابین تہین اور جو اسکندریہ مین تہا آگ پر رکہدیا جائے"۔

اسکے بعد پروفیسر ڈساسی نے حاجی خلیفہ اور مقدمہ ابن خلدون کی عبارت نقل کی ہی اور
اوس سے کتبخانہ اسکندریہ کے واقعہ پر استدلال کیا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے جو نئی خاص سندین پیدا کین اونکے دیکہنے کا ہمکو نہایت شوق تہا مگر افسوس کہ
وہ کچہہ نہ نکلین۔ پروفیسر موصوف نے پیرس کے اتنے بڑے عظیم الشان کتبخانہ کو چہانکر صرف دو سندین
مہیا کین۔ ایک تو وہی حاجی خلیفہ کی عبارت جسکو ہم اوپر نقل کرچکے ہین۔ دوسری مقدمہ ابن خلدون
کا ایک فقرہ جسمین ایک موقع پر ضمناً اور اجمالاً ایران کے کتبخانہ کا ذکر آگیا ہی۔ یہہ بھی عجیب منطق ہی
کہ اسکندریہ کے کتبخانہ کے جلائے جانیکا دعوی کیا جائے اور دلیل مین ایران کا نام لیا جائے۔ اگرچہ
ابن خلدون کا یہہ قول بالکل غلط اور تمام صحیح و مستند تاریخون کے خلاف ہی لیکن ہم اس مقام پر اوس
سے بحث نہین کرتے کیونکہ ہمارا مضمون اسکندریہ کے کتبخانہ پر ہی نہ ایران پر۔

شاید یہہ کہا جاے کہ یہہ واقعہ ... ... ان کے قول کو تائید میں شہادت
مین پیش کیا ہو۔ لیکن اوس سے یہہ مقصد بہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ اوس سے اگر کوئی نتیجہ
نکلتا ہی تو یہہ نکلتا ہی کہ اسکندریہ کا واقعہ بالکل بے اصل ہی ورنہ جسطرح ایران کا واقعہ ابن
خلدون نے بیان کیا تہا کوئی نہ کوئی عربی مورخ اسکندریہ کے واقعہ کا بہی اوسی حیثیت
ذکر کرتا۔ حالانکہ عربی کی سیکڑون ہزارون تاریخون مین سے ایک مین بہی اوسکا پتہ نہین چلتا
عبد اللطیف و مقریزی کی اصل عبارت جو ہم نے نقل کی وہ تو کسی طرح شہادت مین
پیش نہین کی جاسکتی لطف یہہ ہی کہ خود ابو الفرج جو اس بحث مین ہمارا مدعا علیہ ہی اوس نے بہی
اس واقعہ کو اس حیثیت سے نہین لکہا جس سے ثابت ہو کہ وہ یقینا اوسکو تسلیم کرتا تہا
اور صحیح سمجہتا تہا۔ ابو الفرج کی اصلی تاریخ جو سُریانی زبان مین ہی اور جس مین فتح اسکندریہ کا
حال تفصیلا مذکور ہی اوس مین اس واقعہ کا ذکر تک نہین۔ البتہ اوس تاریخ کا خلاصہ جو عربی
زبان مین ہی اوس مین یہہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر نقل کر آئے مذکور ہی لیکن اوس خلاصہ کی
نسبت کافی اطمینان نہین ہی کہ جو بیانات اوس مین اصل سُریانی تاریخ پر اضافہ کیے گئے ہین
وہ درحقیقت ابو الفرج ہی کے ہین یا کسی اور نے الحاق کر دیا ہی۔ مسٹر گبن جرمنی اس
خلاصہ کی نسبت لکہتے ہین کہ اُسمین بہت سی ایسی چیزین ہین جو اصل سُریانی مین نہین۔
اور یہہ امر کہ آیا یہہ مقامات زمانہ مابعد کے الحاق ہین یا خود ابو الفرج نے اونکو بڑہایا ہی بخوبی
معلوم نہین ہوتا کیونکہ اوس خلاصہ کے کل نسخے ناکامل ہین۔ یہہ واقعہ کتبخانہ اسکندریہ
کے جلائے جانیکا جو عربی مین موجود ہی اصل سُریانی مین نہین پایا جاتا۔ اُس عبارت کے

الحاقی ہونیکا گمان اس سے زیادہ قوی ہوجاتا ہی کہ اس عربی خلاصہ کو پروفیسر پوکاک نے اپنے اہتمام و تصحیح سے چھپوایا ہی اور اونکو مسلمانون کے خلاف واقعات گڑھ لینے مین نہایت کمال حاصل تہا۔

یہہ تمام بحث تو اس لحاظ سے تہی کہ عبداللطیف و حاجی خلیفہ نے اس واقعہ کے متعلق کوئی شہادت دی بہی ہی یا نہین۔ لیکن بطریق تنزل اگر ہم یہان بہی لین کہ درحقیقت ان مصنفون نے اوسکو صحیح تسلیم کیا ہی تو دوسری بحث یہہ پیدا ہوتی ہی کہ اس امر کے متعلق ان مصنفونکی شہادت قابل اعتبار ہی یا نہین۔ عبداللطیف بغدادی ۵۵۵ہجری مین پیدا ہوا اور حاجی خلیفہ کو تو دو سو برس سے زیادہ نہین گذرے کون شخص کہہ سکتا ہی کہ ایک ایسے واقعہ کے متعلق جو پہلی صدی ہجری کے شروع مین واقع ہوا ہو وہ شہادت معتبر ہوسکتی ہی جسکو اون لوگون نے بیان کیا ہو جو اصل واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوے اور جسکی اون لوگون نے نہ کوئی سند بیان کی ہو نہ کوئی حوالہ دیا ہو۔

عبداللطیف و حاجی خلیفہ کا تاریخ مین کیا رتبہ ہی

ہمکو ان مصنفونکی نسبت یہہ بہی دیکہنا ہی کہ فن تاریخ مین ان کو کیا رتبہ حاصل ہی کیونکہ یورپین مؤرخون نے اس موقع پر بہی تدلیس سے کام لیا ہی۔ وہ بڑے بڑے شاندار لفظون مین حاجی خلیفہ اور عبداللطیف کی تعریف کرتے ہین اور لکہتے ہین کہ اونکی عظمت و شان کے لحاظ سے اونکا قول ضرور تسلیم کے قابل ہی۔ یورپین مصنفون کے اس فریب کی پردہ دری کے لیئے صرف ایک مختصر سا سوال کافی ہی۔ ہم بہی تسلیم کرتے ہین کہ عبداللطیف و حاجی خلیفہ بڑے پایہ کے مصنف ہین مگر سوال یہہ ہی کہ کس فن مین؟ عبداللطیف نے

بہت بڑا طبیب تہا۔ طب مین اوسکی متعدد تصنیفات موجود ہین۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا مین اوسکا مفصّل تذکرہ لکہا ہی جس سے اوسکی طبی معلومات اور عظمت شان کا اندازہ ہوسکتا ہی۔ لیکن کیا اوسکو کسی نے مورخ کہا ہی؟ کیا اوسنے اپنی تالیف مین کہین فن تاریخ کا تذکرہ کیا ہی۔ اگر یہہ نہین ہی تو تاریخی واقعات مین اوسکی عظمت شان کس کام آئیگی۔ فارابی و بوعلی سینا کے حوالے سے اگر کوئی تاریخی واقعہ لکہا جائے تو کس حد تک اعتبار کے قابل ہوگا۔

حاجی خلیفہ نے بے شبہہ کشف الظنون نہایت مفید کتاب لکہی ہی لیکن وہ کوئی تاریخ کی کتاب نہین ہی بلکہ اسلامی تصنیفات کی فہرست ہی۔ اسکے سوا حاجی خلیفہ کا کوئی کارنامہ ہمکو معلوم نہین۔ تاریخ مین نہ اوسکی کوئی کتاب ہی نہ کسی نے اوسکو مورخون مین شمار کیا ہی حقیقت یہ ہی کہ ہمارے مخالفون کے لیئے یہہ نہایت شرم کی جگہہ ہی کہ اونکو ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کے لیئے جو بخیال اونکے چہہ مہینے تک قائم رہا اسلام کی سیکڑون ہزارون تصنیفات مین سے کہین کوئی سہارا ہاتہہ نہ آسکے اور مجبوری اونکو ایک طبیب اور فہرست نگار کے سائے مین پناہ لینی پڑے۔

واقعہ مفروضہ کے غلط ہونیکا دعوی اور نفی کے دعوی کا طرز ثبوت

یہانتک ہمنے جو بحث کی وہ اس حیثیت سے تہی کہ ہمنے مخالفین کو مدعی قرار دیا تہا کیونکہ اصول مناظرہ کی رو سے درحقیقت وہی مدعی ہین۔ لیکن اس سے بڑہکر ہم خود مدعی بنتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے حکم سے یہہ کتب خانہ برباد نہین ہوا اور نہ کبہی مسلمانون نے اوسکو برباد کیا۔ لیکن پہلے یہہ سمجہہ لینا چاہیئے کہ جو دعوی نفی کی

صورت مین کیا جاتا ہی اوسکے لیے روایۃً و درایۃً استدلال کا کیا طریقہ ہی ۔ مثلاً اگر یہ دعوی
کیا جاے کہ فلان واقعہ فلان عہد مین نہین ہوا ۔ تو اسکی دلیل روایت کے لحاظ سے
صرف یہہ ہوگی کہ اوس عہد کے متعلق علم و واقفیت کے جسقدر ذریعہ ہین اون سے اوس
واقعہ کا کہین پتہ نہین چلتا ۔ اور درایت کے لحاظ سے یہہ کہ تمام قرائن اور شہادتین اوس
واقعہ کے ثبوت کے خلاف ہین ۔ انہی وجوہ استدلال کے لحاظ سے ہم دعوی کرتے ہین
کہ کتب خانہ اسکندریہ مسلمانون کے ہاتہہ سے ہرگز برباد نہین ہوا ۔

اسلام کی ابتدائی تاریخین

اسلام مین تصنیف و تالیف کی ابتدا سنہ ۱۴۳ھ سے ہوئی اور اسی زمانہ مین تاریخ کی سب سے
پہلی کتاب محمد بن اسحق نے لکہی جو آنحضرت کے حالات مین ہی ۔ اسکے بعد اور مصنفین
نے عام تاریخین لکہین جنمین خلفاے راشدین کی فتوحات و واقعات تفصیل سے مذکور ہین
اس دور کی تصنیفات مین سے آج جو موجود ہین یا جنکا نام و نشان معلوم ہی یہ ہین ۔

فتوح البلدان بلاذری ۔ بلاذری خلیفہ متوکل باللہ کے عہد مین تہا ۔ اس تاریخ
مین اوسنے تمام واقعات سند متصل کے ساتہہ بیان کیے ہین ۔

تاریخ یعقوبی ۔ یعنی تاریخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح کاتب العباسی
یہہ مصنف نہایت قدیم مصنف ہی اور مامون الرشید کے درباریون کا ہمعصر ہی اوسنے یہہ
تاریخ سنہ ۲۵۹ ہجری تک لکہی ہی اور غالباً اس سنہ مین وہ موجود تہا ۔ یہ کتاب دو جلدون
مین ہی اور سنہ ۱۸۸۳ع مین بمقام لیدن چہاپی گئی ۔

تاریخ ابو حنیفہ دینوری ۔ لیدن مین چہاپی گئی ہی ۔

تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری ہی - یہہ تاریخ اگرچہ مذکورۂ بالا تاریخون سے کسی قدر زمانہ بعد لکھی ہی کیونکہ اسکے مصنف نے سنہ ۳۱۰ ہجری مطابق سنہ ۹۲۲ء مین وفات پائی ہی لیکن اوسنے تمام واقعات سنہ بسنہ متصل کے ساتھہ لکھے ہین اور ہر روایت مین تمام راویون کے نام بیان کر دیے ہین - یہہ کتاب تمام اون روایتون کا مخزن ہی جو تاریخ اسلام کے متعلق آج موجود ہین یا کبھی موجود تھین - اور اس لحاظ سے یہہ کہنا صحیح ہی کہ تین صدی تک کے متعلق جو معتد بہ واقعہ اس کتاب مین نہین ہی وہ داخل تاریخ نہین - یہہ ایک نہایت ضخیم کتاب ہی اور اوسکی ۳۳ جلدین ہالینڈ مین چھپ چکی ہین اور متعدد جلدین ابھی باقی ہین - ابن الاثیر و ابن خلدون جنکی تاریخین نہایت معتبر خیال کی جاتی ہین وہ تاریخ طبری ہی کا خلاصہ ہین اور خود ان مورخون نے اسکا اعتراف کیا ہی - ان تاریخون کے سوا تاریخ اسلام کے متعلق اور بہی بہت سی کتابین لکہی گئین لیکن قدیم واقعات کی نسبت اون سبکا ماخذ یہی چند کتابین ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور یہہ صریح طور پر خود اون کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی -

ان کتابون کے سوا مصر و اسکندریہ کے خاص حالات مین بہت سی کتابین لکہی گئین انمین سے جس قدر ہم دریافت کر سکے یہہ ہین خطط مصر لابی عمر الکندی المتوفی سنہ ۳۴۶ھ کشف الممالک لابن شاہین المتوفی سنہ ۸۷۳ھ تاریخ مصر لعبد الرحمن الصوفی المتوفی سنہ ۳۴۷ھ تاریخ مصر لمحمد بن برکات النحوی المتوفی سنہ ۵۲۰ھ اتعاظ المتامل الی سنہ ۲۰۰ھ تاریخ مصر لمحمد بن عبد اللہ المتوفی سنہ ۳۲۳ھ - تاریخ مصر للقفطی المتوفی سنہ ۶۴۶ھ تاریخ مصر -

تاریخ[8] مصر لقطب الدین الحلبی المتوفی سنہ ۷۳۵ھ۔ تاریخ[9] مصر لیحیی الحلبی المتوفی سنہ [illegible] ہجری
الانتصار[10] لابن دقماق المتوفی سنہ ۸۰۹ھ۔ عقود[11] الجواہر۔ نزہۃ الناظرین۔ الدرۃ[12] المضیئۃ۔
اشرف[13] الطرف۔ نزہۃ[14] السنیۃ۔ تفریج[15] الکربۃ۔ فرائد[16] السلوک۔ بدائع[17] الزہور۔ تحفۃ[18] الکرام
باخبار الاحرام۔ اعلام[19] من ولی مصر فی الاسلام۔ تاریخ[20] مصر لابراہیم بن وصیف۔ جواہر[21] البحور۔
مختار[22] للقضاعی۔ النقط[23] المعجم۔ الروضۃ[24] البہیۃ۔ المواعظ[25] والاعتبار للمقریزی۔ جواہر[26] الالتقاط
اتعاظ[27] الحنفاء۔ نجوم[28] الزاہرہ۔ تاریخ[29] مصر لابن عبدالحکم۔ اگرچہ یہہ تمام کتابیں آج نہیں ملتیں
لیکن زمانہ مابعد کی متعدد تصنیفات ایسی موجود ہیں جن میں تمام قدیم کتابوں کی روایتیں
جمع کر دی گئیں ہیں مثلاً حسن المحاضرۃ سیوطی جسکے دیباچہ میں خود سیوطی نے لکھا ہے کہ میں نے
اٹھائیس تاریخیں دیکھیں اور ان سے یہ کتاب طیار کی۔ سب سے مفصل اور مبسوط مواعظ والاعتبار
بذکر الخطط والآثار ہے جو مقریزی کی تصنیف ہے اور جس میں مصر و اسکندریہ کے متعلق ایک ایک
جزئی واقعہ کا استقصا کیا گیا ہے۔

یہہ تمام معتبر کتابیں جنکا ذکر اوپر ہوا اور جنکے سوا اوس زمانے کے حالات کے دریافت
کرنیکا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ان میں سے کسی کتاب میں واقعہ مبحوث فیہ کا مطلق پتہ نہیں
چلتا۔ ان کتابوں میں اور خصوصاً طبری و فتوح البلدان بلاذری و حسن المحاضرہ و خطط
والآثار للمقریزی میں اسکندریہ کی فتح کے نہایت تفصیلی حالات مذکور ہیں لیکن
کتب خانہ کا ذکر تک نہیں۔

یہہ کتابیں تو وہ ہیں جن میں اس واقعہ کو (اگر وہ واقع ہوتا) مستقل طور پر مذکور ہونا چاہیے

تھا۔ لیکن جن تصنیفات مین ضمنی اور اتفاقی طور پر اسکا تذکرہ آسکتا تھا اونمین بھی اس واقعہ
مفروضہ کا کہین پتہ نہین چلتا مثلاً حکما اور طبیبون کے حالات مین جو کتابین لکھی گئی ہین
اونمین یحیی النحوی کا ذکر عموماً کیا جاتا ہی۔ چنانچہ ابو الفرج نے یہ فرضی قصہ جو گڑھا تو اسی
یحیی النحوی کے تذکرہ مین گڑھا اور یون بیان کیا کہ یحیی نے عمرو بن العاص سے کتب خانہ
کے لیئے درخواست کی تھی جسکے جواب مین عمرو نے حضرت عمر کے حکم سے کتب خانہ کے
جلانیکا حکم دیا۔ یحیی طبیب اور فلاسفر تھا اور عربی زبان مین اوسکی تمام کتابین ترجمہ کی گئین
اس لیئے عربی تاریخین جو حکما اور اطبا کے حالات مین ہین اونمین یحیی کا مفصل تذکرہ کیا
گیا ہی۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا۔ اور ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین
یحیی کے تمام حالات و واقعات اور اوسکی تصنیفات کے نام لکھے ہین۔ اور یہہ بھی لکھا
ہی کہ وہ عمرو بن العاص کے پاس حاضر ہوا اور عمرو نے اوسکی بہت کچھہ عزت کی۔ ابن الندیم
کے خاص الفاظ یہہ ہین۔

یعنی جب مصر عمرو بن العاص کے ہاتھہ سے فتح ہوا تو یحیی عمرو کی خدمت مین حاضر ہوا۔ عمرو نے اوسکی عزت و تکریم کی۔	ولما فتحت مصر علی یدی عمرو بن العاص دخل الیہ واکرمہ وراٰی لہ موضعا۔

ان تمام تصریحات کے ساتھہ کتب خانہ کا کہین ذکر نہین جس سے علانیہ اس واقعہ کا بالکل
بے اصل ہونا پایا جاتا ہی۔

ان تصنیفات کے علاوہ اور قسم کی تصنیفات مثلاً جغرافیون۔ سفرنامون بیوگرفیون
مین اس واقعہ کا ذکر ضمناً آسکتا تھا لیکن ان موقعون مین اوسکا نام و نشان تک نہین۔

سچ یہہ ہی کہ اگر یہہ دعوی کیا جاسئے تو بالکل سچ ہی کہ عبد اللطیف کی عبارت کے سوا جسکے حقیقت ہم اوپر بیان کر چکے کل اسلام کا لٹریچر اس واقعہ کے ذکر سے خالی ہی!! اس سے زیادہ اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی کیا دلیل ہوگی؟

اس سے بڑھکر یہہ کہ خود عیسائی قدیم تاریخوں مین اوسکا پتہ نہیں۔ یوتیکس المتوفی سنہ ۹۴۰ع جو دسوین صدی عیسوی مین اسکندریہ کا بطریق تہا اوسنے اسکندریہ کی فتح کا حال تفصیل سے لکہا ہی۔ اسیطرح الملکین جو واقعہ مفروضہ کے تین سو برس بعد تہا یعنی ابوالفرج سے دو سو برس پہلے اوسنے تاریخ مصر خود مصر مین رہکر لکہی اور اسکندریہ کی فتح کے حالات نہایت تفصیل سے لکہے لیکن اون دونون کتابون مین واقعہ مفروضہ کے متعلق ایک حرف بہی مذکور نہین۔ یہہ دونون مصنف متعصب عیسائی تہے جنکی نسبت مسلمانون کے ساتہہ کسی قسم کی بیجا طرفداری کا گمان نہین ہوسکتا۔ اسکے ساتہہ محقق اور علم دوست تہے اور اونکی نگاہ مین اتنے بڑے بڑے علمی سرمایہ کا ضائع ہونا کوئی معمولی بات نہین ہوسکتی تہی۔ مصر کے قیام اور ذاتی شوق کی وجہ سے مصر کے حالات کے متعلق اونکے وسائل معلومات نہایت وسیع تہے ان باتون کے ساتہہ ان دونون مورخونکا واقعہ مبحوث فیہ کے متعلق ایک حرف نہ لکہنا صریح اسبات کی دلیل ہی کہ اوسکی کچہہ اصل نہین چنانچہ انصاف پسند یورپین مصنفون مثلاً گبن۔ کریل۔ نے اس واقعہ کے بے اصل ہونیکے لیے عموماً اس سے استدلال کیا ہی۔

اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی ایک نہایت قوی دلیل یہہ ہی کہ جس کتبخانہ کا جلایا

عیسائی قدیم تاریخون کا سکوت

جانا بیان کیا جاتا ہی وہ اسلام کے دور سے پہلے ہی برباد ہو چکا تہا۔ اسکی حقیقت
یہہ ہی کہ یہہ کتب خانہ شاہان مصر نے جو بت پرست اور بہت سے خداؤن کے ماننے
والے تہے قائم کیا تہا۔ جب مصر مین عیسائیت کا دورہ ہوا تو عیسائی بادشاہون
نے تعصب مذہبی کی وجہ سے ان کتابونکی بربادی شروع کی اور اونکے اس ارادہ کو
پادریون نے اور بہی اشتعال دیا۔

کتب خانہ مذکور اسلام سے پہلے برباد ہو چکا تہا۔

چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے نامور مصنفون اور مورخون کو تسلیم کرنا پڑا کہ
یہہ کتب خانہ اسلام سے پہلے برباد ہو چکا تہا۔ رینان جو فرانس کا ایک مشہور
عالم ہی اوسنے ایک دفعہ یونیورسٹی مین اس عنوان پر لکچر دیا تہا "اسلام اور علم"
یہہ لکچر ایک رسالہ کی صورت مین بمقام پیرس ۱۸۸۳ء مین چہپا ہی۔ اگرچہ یہہ لکچر مسلمانون
کے برخلاف نہایت تعصب آمیز تہا یعنی اوسمین نہایت شد و مد سے یہ ثابت کیا تہا کہ
اسلام اور علم کبہی جمع نہین ہو سکتے تاہم اس متعصب شخص نے کتب خانہ اسکندریہ کے
متعلق یہ الفاظ کہے۔ "اگرچہ یہ بار بار کہا گیا ہی کہ عمر نے کتب خانہ اسکندریہ کو برباد
کرا دیا لیکن یہہ صحیح نہین۔ کتب خانہ مذکور اس زمانہ سے پہلے ہی برباد ہو چکا تہا۔"
اس شاہی کتب خانہ کی تفصیلی کیفیت مسٹر کریل نے اپنے مضمون مین لکہی ہی اور
اوسکے عہد بعہد کی بربادی کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہی لیکن چونکہ مسٹر کریل
کا مضمون ہمارے رسالہ کے اخیر مین بطور ضمیمہ شامل ہی اسلیے ہم اوسکو یہان نقل نہین
کرتے۔ اس کتب خانہ کا برباد ہونا ایسا یقینی امر ہی جس سے وہ یورپین مورخین بہی

بہی انکار نہین کرسکتے جو اس واقعہ کے اثبات کے درپے ہین مسٹر ڈریپر اپنی کتاب مین لکہتے ہین کہ تہیوفلیس نے نصف سے زیادہ کتابین جلادی تہین اور اسکندریہ کے بطریق [illegible] نے قریباً کل باقی کتابون کے منتشر ہونیکی اجازت دی بلکہ اپنی نگرانی مین اونکو منتشر کرایا - اوروسیس صاف بیان کرتا ہی کہ بیس سال بعد اس واقعہ کے تہیوفلس نے شہنشاہ تہیوڈوسس سے تحریری اجازت کتب خانہ مذکور کی بربادی کی حاصل کی تہی - مین نے اوسکی الماریان اور خانے خالی دیکہے"۔

سراپیم کے کتب خانہ کا ذکر

چونکہ اس کتب خانہ کی بربادی یقینی امر تہا اس لیئے مخالفون نے ایک اور ذریعہ سے کام لیا یعنی یہہ دعوی کیا کہ عمرو نے جو کتب خانہ تباہ کیا وہ شاہی کتب خانہ نہ تہا بلکہ سراپیم کا کتب خانہ تہا چنانچہ اسپکٹیٹر کے مضمون نگار نے ابوالفرج کی حمایت مین سراپیم ہی کے کتب خانہ کا حوالہ دیا ہی - لیکن یہہ توجیہ القول بمالایرضی قائلہ ہی کیونکہ ابوالفرج نے اپنی تاریخ مین جہان یہ لکہا ہی کہ یحیی نحوی نے عمرو بن العاص سے ان کتابونکے لیئے درخواست کی وہان صاف یہہ الفاظ لکہے ہین - کتب الحکمۃ اللتی ہی فی خزائن الملوکیۃ - یعنی فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی خزانون (کتب خانون) مین ہین [illegible]

لیکن اگر ہم تسلیم بہی کرلین کہ یہ حکایت سراپیم کے کتب خانہ کی نسبت ہی تاہم ہمارے مخالفون کو یہ ثابت کرنا مشکل ہوگا کہ سراپیم کا کتبخانہ فتح اسکندریہ کے وقت موجود تہا بلکہ برخلاف اسکے یہ ثابت ہوگا کہ کتب خانہ مذکور کل یا قریب کل کے پہلے ہی برباد ہوچکا تہا

مسٹر گبن لکہتے ہین کہ سراپیم اور اوسکے کتب خانہ کا حال اس وقت تک تاریکی بلا یا

مین پڑا ہوا ہی - یہہ تو معلوم ہی کہ سراپیم کا ... بیس سے دو کتب خانہ متعلق تھا
تھیوڈوسیس کے عہد مین ۳۹۱ء مین برباد ہو گیا تھا لیکن یہہ امر کہ آیا اس تبدیل
کیوقت وہ کتبخانہ وہان موجود تھا یا ضایع ہو گیا تھا یا آیا بین قسطنطنیہ کو منتقل ہو گیا
تھین مطلق ثابت نہین ہوتا - یہہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرینہ
قیاس ہی کیونکہ تھیوڈوسیس ثانی نے جو کتبخانہ پانچوین صدی مین بمقام قسطنطنیہ قائم کیا
وہ زیادہ تر مصر و ایشیائے کوچک کی کتابون سے تیار ہوا تھا -

"سیدو سٹاپہو فرانسیسی نے یہہ تسلیم کیا ہے کہ کتب خانہ مخصوص قیصر سراپیم مین تھا لکھا ہی
کہ کسی ہمعصر مورخ نے اس واقعہ (یعنی عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو برباد کرنا) کو بیان
نہین کیا لیکن اگر وہ صحیح بھی ہوتا ہم وہ صرف معدودے چند کتابون سے متعلق ہوگا
کیونکہ اوس کتبخانہ کے حصے سنہ ۴۸ء مین سیزر کے عہد مین اور تھیوڈوسیس کے
عہد مین برباد ہو چکے تھے" -

واقعہ مفروضہ کی تحقیق اصول درایت سے

اب ہم اصول درایت کے معیار سے اس واقعہ کی صحت و عدم صحت کا اندازہ
کرنا چاہتے ہین - واقعہ مذکورہ کو ابو الفرج (جو اس فرضی قصہ کا موجد اول ہی) نے
جن خصوصیتون کے ساتھہ بیان کیا ہی وہ تو اسقدر لغو ہین کہ عموماً تمام یورپین مورخین
موافق ہون یا مخالف - اوسکو افسانہ باطل سمجھتے ہین - پروفیسر ڈساسی جنہون
نے بڑے زور شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی تسلیم کیا ہی کہ ابو الفرج کے
بیان مین جو تفصیلین ہین صحیح نہین - برٹش انسائیکلوپیڈیا کے لکھنے والون نے

بہی اسکی ہنسی اوڑائی ہے۔ اور درحقیقت ایک کتبخانہ کا حماموںمین جنکی تعداد چار ہزار تہی) تقسیم کیا جانا اور چہہ مہینہ تک کتابون کا جلتا رہنا اور ایندہن کے کام آنا افسانہ کے سوا اور کیا ہوسکتا ہی؟ ابو الفرج نے اگرچہ مصر کے تمام حماموںکی تعداد نہین بتائی لیکن یہہ صحیح طور پر معلوم ہی کہ وہ چار ہزار تھے۔ اس لیئے حماموںسے مصر اور چار ہزار کی تعداد کو لازم و ملزوم سمجہنا چاہیئے جیسا کہ اکثر یورپین مورخون نے سمجہا ہی۔ اب اگر دیکہا جاے کہ اربعہ متناسبہ کی روسے فی حمام ہر روز کیا تعداد پڑتی ہی تو معلوم ہوگا کہ ہر روز فی حمام ایک کتاب کا بہی پرتہ نہین پڑتا بلکہ نصف کتاب سے متجاوز نہین ہوتا یا تو حمام ایسے مختصر تہے کہ ایک دن کے لیئے ایک کتاب بلکہ نصف کتاب کافی ہوتی تہی۔ یا کتابین اس قدر ضخیم تہین کہ ایک کتاب کا آدہا حصہ حمام کے لیئے سارے دن ایندہن کا کام دیسکتا تہا۔

یہہ بہی مسلم ہی کہ اوس زمانہ مین کتابین چمڑیکے کاغذ پر لکہی جاتی تہین جو ایندہن کے کام نہین دیسکتا تہا۔ اسلیئے کتابون کا اس کام کے لیئے استعمال کرنا اور بہی بیہودہ معلوم ہوتا ہی۔ ڈریپر صاحب لکہتے ہین کہ "ہمکو یقین ہی کہ اسکندریہ کے حمام والے جبتک کوئی اور شی جلانے کے لیئے پاسکتے تہے انہون نے چمڑے کا کاغذ (جسپر کتابین لکہی تہین) نہین جلایا ہوگا اور ان کتابون کا بہت بڑا حصہ چمڑے ہی کے کاغذ کا بنا ہوا تہا"۔

اس قصہ کے گہڑنیوالون نے یہہ قصہ مسلمانون کے بدنام کرنیکے لیئے گڑہا لیکن اونکو خیال نہ

نہ آیا کہ اونکی وجہ سے مسلمانون نے زیادہ عیسائی مذہب الزام ٹھہرتے ہین عمرو بن العاص نے بقول مخالف اسقدر کیا کہ کتابین حمامون مین بہجوا دین۔ لیکن حمام والے جسقدر تھے عیسائی تھے وہ کتابون کو بچا سکتے تھے اور بچاے اوسکے اور ایندہن سے کام لے سکتے تھے۔ عمرو بن العاص نے اسکے بعد اسکندریہ مین چہہ مہینہ تک قیام بھی نہین کیا تہا کہ اونکی بازپرس کا ڈر ہوتا۔

اگرچہ یہہ سرسری اور عام فہم قیاسات قصہ مفروضہ کے ابطال کے لیئے کافی ہین لیکن زیادہ تدقیقات سے اور بہی اوسکی رہی سہی قلعی کہلجاتی ہی۔ اس واقعہ کو اگر ہم درایت کی نگاہ سے دیکہنا چاہین تو ہمکو ان امور پر لحاظ کرنا ہوگا۔ اسکندریہ پر کسطرح اور کن شرائط کے ساتہ قبضہ کیا گیا؟۔ اس حیثیت سے اور ممالک جو فتح ہوے وہان کیا برتاؤ ہوا؟ اس قسم کے موقعون مین حضرت عمر کا عموماً طرز عمل کیا تہا؟۔ عمرو بن العاص۔ کا ذاتی میلان اور مذاق طبیعت کیا تہا؟۔

اسکندریہ کے علمی خزانون کے آثار اسلام مین ملتے ہین یا نہین؟۔ ان مین ہر سوال کا جواب اس بحث کا کم و بیش فیصلہ کرسکتا ہی۔

یہہ امر تمام صحیح تاریخون سے ثابت ہی کہ اسکندریہ فتح ہونیکے بعد ذمیانہ عہد مین داخل ہوگیا یعنی وہان کی تمام رعایا ذمی قرار دی گئی۔ فتوح البلدان بلاذری مین جو نہایت قدیم تصنیف ہی اور جسکا مصنف تمام واقعات اپنی سند و روایت سے بیان کرتا ہی لکہا ہی۔

ثم ان عمرو فتحها بالسیف وغنم ما فیها واستبقے اهلها ولم یقتل ولم یسب وجعلهم ذمة	یعنی عمرو نے اسکندریہ کو تلوار سے فتح کیا اور غنیمت لوٹی وہانکے لوگونکو باقی رکہا اور قتل و قید نہین کی اور لوگونکو ذمی قرار

مصر وغیرہ کن شرائط کے ساتھ فتح ہوئے

یہی الفاظ ابن الاثیر و ابن خلدون وغیرہ مین بہی ہین –

ذمیون سے جو حقوق قرار دیئے گئے تھے اون مین سب سے مقدم یہ تہا کہ اونکی جان مال – نقد – اسباب – مویشی – مکانات وغیرہ سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا جائیگا فارس و شام – کی فتوحات مین جو تحریری معاہدے ذمیون سے ہوئے وہ تمام تاریخون مین منقول ہین اور سب مین اس حق کا خاص لحاظ رکہا گیا ہی – خود مصر کے معاہدے کے یہ الفاظ ہین

هذا ما اعطے عمرو بن العاص اهل مصر من الامان علی انفسهم ودمهم واموالهم وکنائسهم وصلبهم ومدهم وعددهم	یعنی عمرو بن العاص نے اہل مصر کو اونکی جان – خون – مال – صاع – مد کو امان عطا کی –

معجم البلدان مین ایک اور صحیح روایت سے نقل کیا ہی کہ معاہدے مین یہ الفاظ یا مضمون داخل تہا –

وان لهم ارضهم واموالهم لا یتعرضون فی شئ منها یعنی اونکی زمین اور مال اونہین کا رہیگا اور اون مین سے کسی چیز مین تعرض نہ کیا جائیگا"

ذمیون کے ساتھ حضرت عمر کا عام برتاؤ

اہل ذمہ کے ساتھ حضرت عمر کا جو طرز عمل تہا اوسکی پوری تفصیل کا تو یہہ موقع نہین ہی لیکن اجمالاً اسقدر کہنا ضرور ہی کہ انہون نے ذمیون کی جان و مال کو ہمیشہ مسلمانون کی جان و مال کے برابر سمجہا – شہر حیرہ مین ایک مسلمان نے ایک [illegible] ڈالا یا تہے

کر ڈالا تھا اوسکے بدلے مسلمان کے قتل کا حکم دیا اور اس حکم کی علانیہ تعمیل کرائی۔ مفلس ذمیون کے لیئے بیت المال سے روزینے مقرر کیئے۔ فارس و شام کی تمام فتوحات مین گرجے اور معبد محفوظ رکھے۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مرنے کے وقت جو تین وصیتین کین اونمین ایک یہہ تھی۔

واوصی الخلیفة من بعدی بذمة رسول	میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہوگا اوسکے لیئے مین
الله صلی الله علیه وسلم ان یوفی	رسول اللہ کے ذمہ پر وصیت کرتا ہون کہ ذمیونکے
لهم بعهدهم وان یقاتل من ورائهم	معاہدون کو بجا لاسکے اور اونکی حفاظت کے لیئے
وان لا یکلفوا فوق طاقتهم۔	اونکے دشمنون سے لڑے اور اونکو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دیجائے

[illegible] کی متعصب مصنفین اگرچہ حضرت عمر کی شدت اور جبروت کے شاکی ہین لیکن اس سے انکار نہین کر سکتے کہ جسوقت جو کچھہ اونکی زبان و قلم سے نکلا وہ اوسیطرح برتا بھی گیا۔ متعصب سے متعصب مورخین عیسائی۔ اونکی تمام زندگی کا ایک واقعہ بھی نہ بتا سکے جس مین انکا عمل۔ قول کے مخالف تھا۔

جب یہہ مسلم ہی کہ اسکندریہ والے ذمی قرار دیئے گئے۔ اور ذمیون کے ساتھہ جو کچھہ حضرت عمر کا طرز عمل تھا وہ تفصیلاً معلوم ہی تو کیونکر ممکن ہی کہ اسکندریہ والونکی ایک بڑی یادگار (کتب خانہ) کو اس بیرحمی سے برباد کیا جاتا؟ کیا یہہ کتب خانہ مسلمانونکو [illegible]یا اون و آتشکدون سے زیادہ ناگوار ہوسکتا تھا؟ تمام ممالک مفتوحہ مین جسکے بیکڑون کرتا ہی لکھا ہی، اور آتشکدے قائم رکھے گئے اور اونکی حفاظت کے لیئے تمام فرامین

مین یہہ خاص الفاظ لکہے گئے۔

لا یہدم لہم بیعة ولا کنیسة ولا تسکن مساکنہم ولا ینتقص شیء من حدودہم ولا من صلبہم ولا من شیء من اموالہم ولا یکرہون علی دینہم ولا یضار احد منہم ولا یسکن بایلیا معہم احد من الیہود — لا یہدم لہم بیعة ولا کنیسة داخل المدینة ولا خارجہا۔	یعنی کوئی گرجا اور عبادتگاہ ڈہا یا نجائیگا۔ نہ شہر کے اندر اور نہ باہر۔

تو کتبخانہ کی نسبت ایسا ظالمانہ برتاو کیونکر قیاس مین آسکتا ہی۔

سچ یہہ ہی کہ ابو الفرج کو (جو اس فرضی قصہ کا موجد ہی) جہوٹ بولنا بہی نہین آتا تہا وہ اگر اس واقعہ کو عین محاصرہ اور فتح کی حالت مین بیان کرتا تو قیاس مین آسکتا تہا کیونکہ حملہ و مقابلہ کا جوش کسی چیز کی پروا نہین کرتا۔ لیکن یہہ تسلیم کرکے کہ شہر کو امن دیدیا گیا اہل شہر ذمی قرار دیدیے گئے۔ حملہ او معرکہ آرائی کا جوش ختم ہو چکا اوسوقت ایسا ظالمانہ عمل۔ صرف ابو الفرج ہی کے قیاس مین جائز ہو سکتا ہی پروفیسر سدیو نے اسی بنا ابو الفرج کے بیان کو ناقابل اعتبار سمجہا ہی۔ وہ لکہتے ہین کہ جب یہہ تسلیم کیا جاتا ہی کہ فتح کے پہلے وہلہ مین شہر غارت نہین کیا گیا تو یہہ یقین کرنا مشکل ہی کہ ایسے وحشیانہ کام کا اوسوقت حکم دیا گیا ہو جبکہ فاتحین کا خون سرد ہو چکا تہا"۔

عمرو بن العاص رض کی قابلیت اور مذاق کا خود ابو الفرج نے اعتراف کیا ہی۔ چنانچہ وہ یحیی نحوی کے تذکرہ مین لکہتا ہی۔

عمرو بن العاص کا مذاق طبیعت۔

دخل علی عمرو وقد عرفت موضعہ من العلوم فاکرمہ عمرو وسمع من الفاظہ الفلسفیة التی لم تکن للعرب بہا	یعنی وہ (یحیی نحوی) عمرو کے پاس حاضر ہوا۔ عمرو اوسکے علمی مرتبہ سے واقف ہوکر اوسکی عزت کی۔ عمرو نے اوس سے فلسفیانہ الفاظ سنے جس سے

السنّة ما هاله وكان عمرو عاقلاً حسن الاستماع صحيح الفكر فلازمه وكان لا يفارقه۔

کبھی مانوس نہ تھے اس لیے وہ اوسپر مفتون ہو گیا اور عمرو عاقل۔ خوش فہم صحیح الفکر شخص تھا اسلیے اوسنے یحیی نحوی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اوسکو جدا نہین کرتا تھا

اب خیال کرو کہ ایسا قابل اور علم دوست شخص جسنے باوجود مذہبی جوش کے ایک عیسائی عالم کو اپنا رفیق و ہمدم بنا لیا ہو۔ اسکے ساتھہ اوسکو علمی مباحث بلکہ فلسفہ کا چسکا پڑ چکا ہو وہ اس بیرحمی سے مدت تک کتبخانہ کو برباد کراتا جو ایک جاہل سے جاہل شخص بھی نہین کر سکتا۔ مانا کہ وہ خود مختار نہ تھے لیکن حضرت عمر کو جو خط لکھا تھا اوسمین کتبخانہ کے لیے سفارش تو کر سکتے تھے۔ عمرو نے بہت سے کامون مین اکثر زور ڈالکر حضرت عمر سے اجازت حاصل کی تھی۔ مصر و اسکندریہ پر لشکرکشی کے لیے حضرت عمر کسی طرح راضی نہوتے تھے۔ عمرو نے اونکو مجبور کیا اور ذمہ داری کی کہ اوسکا فتح کرنا کچھہ مشکل نہین۔ اوس وقت حضرت عمر نے اجازت دی۔ بلکہ علامہ بلاذری (جو نہایت مشہور اور مستند مورخ ہے) کی روایت کے موافق عمرو بن العاص نے حضرت عمر کی اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور مصر کو روانہ ہو گئے۔ اور یہہ تو عموماً مسلّم ہے کہ مصر و اسکندریہ کی فتح جس شرط پر ہوئی اور معاہدہ مین جو شرطین قلمبند ہوئین وہ بالکل عمرو نے اپنی راے سے لکھین۔ حضرت عمر کو اونکی اطلاع البتہ دی اور انہون نے اوسکو منظور کر لیا۔ کیا کتبخانہ کی نسبت عمرو بن العاص ایسا نہین کر سکتے تھے؟۔

اس سے زیادہ تعجب یہہ ہے کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کی فتح کے بعد دریا

خلافت مین جو خط بہیجا اوسمین ایک ایک چیز کی تفصیل کی ہی چنانچہ فتح کے ذکر کے بعد
لکہا ہی کہ اُس شہر مین چار ہزار حمام ۔ چار ہزار قصر ۔ چالیس ہزار خراجگزار ۔ یہودی ۔
چار سو شاہی سیرگاہین ۔ بارہ ہزار باغ جنکی ترکاری بکتی ہی ۔ موجود ہین" ۔ لیکن ان
تفصیلون مین ہمکو لپنے دوست ابوالفرج کے فرضی کتبخانہ کا کہین پتہ نہین چلتا

تمام واقعات تاریخی پر غور کرنے سے حقیقت واقعہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسکندریہ
مین جسقدر قدیم کتبخانہ تہے اسلام کے زمانہ سے پہلے ہی برباد ہو گئے تہے
جسکے اسباب واتفاقات مؤرخون نے بہ تفصیل لکہے ہین لیکن ان آفتون پر بہی علمی
آثار بالکل معدوم نہین ہو گئے تہے ۔ اور ایک ایسے شہر مین جو سیکڑون برس تک دارالعلم
رہ چکا تہا ۔ علمی یادگارون کا یک لخت معدوم ہو جانا ممکن بہی نہ تہا ۔ چنانچہ زمانہ اسلام
سے کسی قدر پہلے اسکندریہ مین سات نہایت مشہور طبیب اور فلاسفر موجود تہے ۔
جنکے نام ہین ۔ اسطفن ۔ جاسیوس ۔ ثادودسیوس ۔ اکیلاوس ۔ انفیلاوس
فلادیوس ۔ یحیی النحوی ۔ ان سب مین یحیی النحوی نے زیادہ عمر پائی اور عمرو بن العاص
کے زمانہ تک زندہ رہا ۔ اسکندریہ کے قدیم کتبخانے تو بہت پہلے برباد ہو چکے تہے
لیکن اخیر زمانہ مین جو علمی سرمایہ مہیا ہوا تہا وہ اسلام کی فتح کے وقت موجود تہا اور زمانہ
مابعد تک بہی باقی رہا چنانچہ دولت عباسیہ کے زمانہ مین جب علمی یادگارونکی تلاش ہوئی تو
اسکندریہ سے معتد بہ ذخیرہ ہاتہ آیا ۔ ہرون الرشید و مامون الرشید و متوکل باللہ
کے عمال جو شام ۔ فلسطین ۔ ایشیاے کوچک ۔ سائپرس ۔ مین فلسفی اور طبی تصنیفات

ڈھونڈھتے پہرتے تھے اسی غرض سے اسکندریہ بھی گئے تھے اور بہت سی کتابین حاصل کین۔ حنین بن اسحق نے لکھا ہے کہ جالینوس کی کتاب البرہان کی تلاش مین مین جزیرہ و شام۔ فلسطین۔ مصر کے تمام شہرون مین پہرا یہانتک کہ اسکندریہ پہونچا لیکن کتاب مذکور کا کہین پتہ نہ چلا۔ صرف دمشق مین اوسکے چند حصے وہ بھی بے ترتیب ملے۔ حنین۔ کو اگرچہ اس کتاب کے ملنے مین اس وجہ سے ناکامی ہوئی کہ قدیم کتابین قبل اسلام سے پہلی ہی برباد ہو چکے تھے۔ لیکن زمانہ مابعد کی تصنیفات جو شہور یہ اسلام تک محفوظ تھین قریبًا کل ہاتھ آئین۔ جن بہات جیکیو نکاا و پر ذکر ہوا اونکی تمام تصنیفات محفوظ ملین اور عربی زبان مین اونکے ترجمے کیے گئے یحیی نحوی کی کتابون کے ساتھ زیادہ اعتنا کیا گیا چنانچہ اوسکی جسقدر کتابین عربی زبان مین ترجمہ کی گیئن اون مین سے چند یہ ہین۔

یحیی نحوی کی تصنیفات۔

تفسیر کتاب قاطیغوریاس لارسطو۔ تفسیر کتاب انالوطیقا ے الاولی لارسطو۔ تفسیر کتاب انالوطیقا ے الثانی لارسطو۔ تفسیر کتاب طوبیقا لارسطو۔ تفسیر کتاب السماع الطبیعی لارسطو۔ تفسیر کتاب الکون والفساد لارسطو۔ تفسیر کتاب مابال لارسطو۔ تفسیر کتاب الفرق لجالینوس۔ تفسیر کتاب الصناعۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب النبض الصغیر لجالینوس تفسیر کتاب اغلوقن لجالینوس۔ تفسیر کتاب الاسطقسات لجالینوس۔ تفسیر کتاب القوی الطبیعۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب التشریح الصغیر لجالینوس۔ تفسیر کتاب العلل والاعراض لجالینوس۔ تفسیر کتاب تعرف علل الاعضاء الباطنۃ لجالینوس۔ تفسیر

کتاب النبض الکبیر لجالینوس ۔ تفسیر کتاب الحمیات تفصیل کی ہی چنانچہ قفطی کے ذکر کردہ
تفسیر کتاب ایام البحران لجالینوس ۔ تفسیر کتاب بقراط ۔ چالیس ہزار خراجگزار ۔ یہودی ۔
تدبیر الاصحاء لجالینوس ۔ تفسیر کتاب المزاج لجالینوس ۔ لیکن ان
لجالینوس ۔ جوامع کتاب الفصد لجالینوس ۔ کتاب الرد علی برقلس ۔ کتاب فی ان
جسم متناہ فقوتہ متناہیۃ ۔ کتاب الرد علی ارسطو ۔ کتاب الرد علی نقطوریس ۔ شرح کتاب
ایساغوجی لفرفوریوس ۔ انکے سوا اور بھی کتابین ہین جنکی تفصیل طبقات الاطباء و کتاب
الفہرست لابن الندیم مین ملتی ہی ۔ اگر اسکندریہ کا کتب خانہ عمرو بن العاص کے زمانے میں
برباد ہوا ہوتا تو سب سے پہلے یحیی النحوی کی تصنیفات برباد ہونی چاہیئے تہین
عمرو بن العاص کا ہمعصر اور بقول ابو الفرج کے کتب خانہ مذکور کا مہتمم تہا ۔

غرض مصر و اسکندریہ وغیرہ مین اسلام کے زمانہ تک جو سرمایہ محفوظ رہ گیا تہا
ہرگز ضائع نہین ہونے پایا البتہ جو کچھہ اسلام سے پہلے تلف ہو چکا تہا اوسکو
دوبارہ پیدا نہین کر سکتا تہا ۔ ہمکو تاریخون سے اسبات کا بھی پتہ لگتا ہی کہ نہایت
قدیم زمانہ کی بھی کوئی چیز اگر زمانہ اسلام تک کسی وجہ سے محفوظ رہ گئی تو وہ ہرگز
نہین ہونے پائی بلکہ زمانہ مابعد مین نہایت قدردانی کے ساتھہ یادگار کے طور پر
اوسکو محفوظ رکہا گیا ۔ ابن الہندی نے جو مصر کا رہنے والا اور علم اصطرلاب کا بڑا
ماہر تہا لکہا ہی کہ وزیر ابو القاسم علی بن احمد الجرجانی نے ۴۳۵ھ ہجری مین قاہرہ کے
کتب خانہ کا جائزہ لیا اور قاضی ابو عبد اللہ القضاعی و ابن خلوق وراق کو حکم دیا کہ کتابون

کی فہرست تیار کرین اور جلدین جو خراب ہوگئی ہین اونکی مرمت کرائین - مین بہی اون دونون بزرگون کے ساتہہ اس غرض سے وہان گیا کہ اپنے مذاق کی کتابون کی سیر کرون چنانچہ صرف نجوم و ہندسہ و فلسفہ کے متعلق جو اجزا تہے اونکی تعداد چہہ ہزار پانسو تہی - یہین ہین نے تانبے کا ایک کرہ دیکہا جو بطلمیوس کے ہاتہہ کا بنا ہوا تہا مین نے اوسکی قدامت کا اندازہ کرنا چاہا تو حساب سے ثابت ہوا کہ دو ہزار دوسو پچاس برس کی مدت کا ہی - یہین مجہہ کو ایک اور کرہ ملا جو چاندی کا تہا اور جسکو ابو الحسن صوفی نے عضد الدولہ کے لیئے بنایا تہا اوسکا وزن تین ہزار درہم تہا اور تین ہزار دینار (پندرہ ہزار روپیہ) کو خریدا گیا تہا"۔

بطلمیوس کے ہاتہہ کا بنا ہوا کرہ -

اگرچہ ہمنے اس بحث کو مجتہدانہ اصول کے ساتہہ طی کردیا ہی اور اس وجہ سے ہمکو اسکی کچہہ پروا نہین کہ یورپ کے مؤرخین ہمارے ہمزبان ہین یا نہین - تاہم تقلید پسندون اور بالخصوص اون لوگون کی تسلی کے لیئے جنکو یورپ کے ساتہہ نہایت حسن عقیدت ہی یہ کہہ دینا ضرور ہی کہ واقعہ مفروضہ گو ایک زمانہ مین تمام یورپ مین تسلیم کیا جاتا تہا لیکن جسقدر تاریخی تحقیقات کو ترقی ہوتی گئی اوسی نسبت سے اوسکی تصدیق کا زور گہٹتا گیا - یہانتک کہ حال کے مصنفین مین زیادہ تر اونہی لوگون کی تعداد ہی جو اوسکو غلط اور مشکوک واقعہ قرار دیتے ہین - آج تک اسقدر ہوا ہی اور امید ہی کہ وہ دن بہی آئیگا جب زیادہ غور اور تحقیق کے بعد تمام یورپ متفق ہوکر علانیہ کہدیگا کہ

مصرعہ ہمہم الزام اون کو دیتے تہے قصور اپنا نکل آیا ۔

ضمیمہ

تمہید

کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کا ذکر اثباتاً یا نفیاً اگرچہ یورپ کے اکثر مورخون نے کیا ہی لیکن جن مصنفون نے اسپر تفصیلی اور مستقل مضامین لکھے اور جو ہماری نگاہ سے گذرے صرف تین ہین – مسٹر وایٹ – پروفیسر ڈساسی پروفیسر کریل – پروفیسر ڈساسی کے آرٹکل کا خلاصہ بلکہ قریباً پورا آرٹکل ہمارے مضمون مین نقل ہوچکا ہی – باقی دو مصنفون کے مضمون کا بعینہ ترجمہ ہم شائع کرتے ہین جس سے متعدد فائدے حاصل ہوسکتے ہین –

ا – جو یورپین مورخ اس واقعہ کی اثبات کے درپے ہین اون مین سب سے مدلل اور پرزور تقریر مسٹر وایٹ کی خیال کیجاتی ہی چنانچہ مسٹر کریچٹن نے اس واقعہ کے ثبوت مین بڑے دعوی سے اونھین کا حوالہ دیا ہی – اس لیئے مسٹر وایٹ کے آرٹکل کے ترجمہ شائع کرنے سے یہ فائدہ ہی کہ ہمارے ناظرین اندازہ کرسکین کہ مسٹر موصوف

سے نے اپنے دعوی کے ثبوت مین کیا یہی وہی اور دور از کار دلایل پیش کی ہین۔ اس سے یہہ بھی ظاہر ہوگا کہ یہ واقعہ اسقدر بے اصل ہی کہ اوسکے ثابت کرنے مین بڑے بڑے مصنفین کو بالآخر عاجز اور درماندہ ہونا پڑتا ہی۔

۲۔ اسی کے مقابل پروفیسر کریل کے مضمون سے (جو اس واقعہ کے منکر ہین) ظاہر ہوگا کہ اس واقعہ کے نفی کے دلائل بمقابلہ ثبوت کے کسقدر قوی اور قابل اطمینان ہین۔

۳۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہی کہ یورپین مورخون کے طرز استدلال سے واقفیت ہوگی جس سے ظاہر ہوگا کہ اونکا طرز بحث ایسا ہی جس سے بہت سی فضول اور بیفایدہ نئی بحثین پیدا ہو جاتی ہین اور اصل بحث اکثر نامختتم رہ جاتی ہی یعنی اونکا قطعی فیصلہ نہین ہوتا۔ چنانچہ یہ امر مسٹر وایٹ اور پروفیسر کریل دونون کی تحریر سے واضح ہی۔

اب ناظرین دونون مضمون نگارون کی تحریرون کو ملاحظہ فرمائین۔

مضمون

متعلق کتب خانہ اسکندریہ بزبان جرمن

نوشتہ

وان لوڈف کریل
Van Ludaf Krell

جسکو اونھون نے اجلاس چہارم اورینٹل کانفرنس منعقدہ ستمبر ۱۸۷۸ء بمقام فلارنس پڑہا -

مترجمہ

عالی جناب شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی بی اے - بی ایل - جیالوجسٹ - انسپکٹر جنرل معدنیات حیدرآباد دکن -

ہمیشہ سے اہل عرب کے ذمہ یہ شدید الزام لگایا گیا ہی کہ یہی ستھے جنھون سنے سنہ ۶۴۲ء مین اسکندریہ کو فتح کرنیکے وقت وہان کا عجائب خانہ اور اوسکے ملحق کتب خانہ کو جلایا - یہہ الزام عربون پر قائم کرنے والے خود مشہور عرب مورخین[1]

[1] اس جگہ ہمارے لائق مضمون نگار نے عجیب غلطیان کی ہین - فرماتے ہین کہ یہہ الزام خود عرب مورخون نے

مثل عبد اللطیف ۔ مقریزی ۔ حاجی خلیفہ وغیرہ کے ہین ۔ یہہ مورخین اسقدر معتبر ہین اور اسلام کی کل تاریخ اور اسلام کی حالت ترقی کے بارہ مین اونکا بیان اسقدر معتبر ہی کہ اس خاص معاملہ مین اونکے بیان کو غیر معتبر سمجھنے کی جرأت نہین پڑتی ۔ اور جب اسکے ساتھہ ہی اسلام کی مخالفت پر جو اوسکو غیر مذاہب کے ساتھہ (خصوصًا اوائل مین) تھی غور کیا جاوے تو اس واقعہ کے نہ یقین کرنیکی کوئی وجہ باقی نہین رہتی ۔ خود حاجی خلیفہ لکھتا ہی کہ "اوائل سنین اسلام مین مسلمان بجز علوم عربی متعلقہ زبان عربی و قرآن و احکام قرآنی اور طب کے کسی علم کو اپنے مذہب کیواسطے خالی از خطر نہین سمجھتے تھے ۔ اور اونکی اس علیحدگی کی وجہ ظاہرا یہہ معلوم ہوتی تھی کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات کو اسی ذریعہ سے کل بیرونی اور خطرناک اثرون سے محفوظ رکھنے کی امید رکھتے تھے ۔ اونکو یہہ خوف تھا کہ جسقدر زیادہ وہ اور علوم مین اپنے کو مشغول کرینگے اوسیقدر اونکے جدید مذہب مین فرق آویگا" حاجی خلیفہ (جلد اول صفحہ ۷۸) صاف لکھتا ہی کہ "اونکو اپنے مذہب کا غلو اس قدر تھا کہ وہ کل کتابون کو جو عربی زبان مین نہین ہوتی تھین جلا دیتے تھے" ۔ یہہ بیان اسلام کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵ سہو لگایا ہی" ۔ حالانکہ آگے چلکر خود تسلیم کیا ہی کہ قدیم مورخین عرب مین سے اس واقعہ کا کسی نے ذکر نہین کیا ہی ۔ عبد اللطیف کو مشہور اور نامور مورخ بتاتے ہین اور اسی مضمون مین دوسرے موقع پر لکھا ہی کہ "عبد اللطیف کوئی مورخ نہ تھا" ۔ حاجی خلیفہ و مقریزی نے جس طرح اس واقعہ کو لکھا ہی اوسکو ہم اپنے مضمون مین لکھہ آئے ہین ناظرین اوس موقع کو ملاحظہ فرمائین ۱۲ ۔

شبلی ۔

تنگ خیالون کا کسیقدر متاخر کیون نہو (حاجی خلیفہ کا سن وفات ۱۰۶۷ھ ہجری ہی) تاہم شک نہین کہ یہہ اوس زمانہ کی پست خیالی کی ایک سچی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہی اور اس پست خیالی کا باعث مذہبی تعصب ہی۔

جہان کہین عربون نے اپنی سرحد سے قدم باہر رکھا انہون نے غیر ملکون کے علوم کو علی الخصوص دینی علوم کو نیست و نابود کر دیا اور حکم قرآنی کے بموجب اشاعت دین محمدی کے فرض کو ادا کیا اور اوس مذہب کی اشاعت مین جو کچہہ موانع پیش آئے اون سبکو دور کیا اور جہانتک اونسے ممکن تہا نعمت اسلام کو تمام عالم کیواسطے عام کرنیکی کوشش کی حکم قرآنی کے بموجب یہہ مذہب اسواسطے دنیا مین نہین آیا کہ محض اقوام عرب ہی تک جو کہ بہترین اقوام عالم ہین محدود رہے بلکہ اسواسطے آیا کہ تمام دنیا کا مذہب اسلام ہی ہو جاوے اور ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اس مذہب کی اشاعت مین جہاد کرے اور کل اون اعتقادات کو جو کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے خلاف ہون نیست و نابود کر دینے کی کوشش کرے[1]

اگرچہ مذہب کی تعلیم تو یہی ہی جیسا کہ اوپر لکہا گیا لیکن عمل مین اسقدر سختی نہتی اور اور فتوحات شام و مصر و ایران کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جزیہ کا دینا کفار کو موت اور غلامی سے نجات دیدیتا تہا۔ اور علی الخصوص یہود و نصاری کے ساتہہ جو اہل کتاب مین سے تہے بہت زیادہ نرم برتاؤ ہوتا تہا۔

---

[1] افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب باوجود عربی دانی کے مسائل جہاد و اشاعت اسلام کے متعلق ایسے غلط اور مہمل خیالات رکہتے ہین۔ ذلک مبلغہم من العلم۔

بتدریج ابتدائی جوش کم ہوگیا اور کچھہ تو اصلی تعلیما یعنی تعلیم نبی کا مقتضا سا ہوا
اور کچھہ اعلی درجہ کے خیالات کا اثر لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ اوس کتابی سختی نہ بی اور اوسکے
عمل مین فرق ہونے لگا اور غیر مسلم مفتوحہ قوموں کے ساتھہ برتاؤ مین رعایت ہونے
لگی۔ بالآخر یہ دستور العمل کل ممالک مفتوحہ مین جاری ہونے لگا۔ اور طریقہ سلوک اسقدر
موقوف ہوگیا کہ کسی خاص سپہ سالار کو مفتوحہ اقوام کی نسبت خلیفہ کی طرف سے کس قسم
کی ہدایت ملی ہی۔ خود خلفا اسقدر مختلف المزاج ہونے لگے اور اونکے مختلف تاویلات
مختلف اشخاص قسم کے پڑنے لگے کہ یہ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ عملاً قوم مفتوحہ سے کس قدر
بہت زیادہ سختی کیجاتی تھی۔ مثلاً خود خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کے مزاجون مین کسقدر
فرق تھا۔ ابوبکرؓ مین رحم اور جوش تھا۔ برخلاف اسکے عمرؓ سے زیادہ سخت اور شدت
کے ساتھہ منصف اور ممتاز شخص خیال کرنا مشکل ہی اور اونکو اسلام کی سلطنت مغربی کا
بانی کہنا نہایت درست ہی۔ خود زمانہ رسالت مین کل اسلام کی لڑائیون مین جس مین
عمر موجود تھے بدر مین اور خیبر مین انہون نے اپنی جوانمردی اور سپہ سالاری کا
ثبوت علی رؤس الاشہاد دیا۔ اور جسوقت ۶۳۴ء مین ابوبکرؓ کے بعد اور اونکے خاص
انتخاب کی بنا پر وہ خلیفہ اسلام ہوئے تو اونکا پہلا کام نجران کے نصاریٰ اور خیبر
کے یہودیون کو نکالنا تھا۔ رسالت مآب نے اپنی وفات کے وقت یہ خواہش ظاہر
کی تھی کہ خود عربستان مین جو خاص مقام رسالت تھا سوائے مذہب اسلام کے اور
کوئی مذہب نہ رہنے پائے۔ پس اس اخیر وصیت نبوی کا پورا کرنا اونکے خلیفہ کا

پہلا فرض تھا۔ لیکن ابوبکرؓ نے پولیٹکل وجوہات سے اس وصیت کے پورا کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ مگر عمرؓ نے اپنی خلافت مین پہلا کام یہی کیا اور یہود اور نصاریٰ عرب کو اپنے اصلی وطن سے نکال باہر کیا۔

(اسلام قبول کرنے سے پہلے جس شدت سے عمرؓ مخالف دین اسلام تھے اور خود رسالت مآب کے ساتھہ اونکو جسقدر دشمنی تھی (یہانتک کہ انھون نے ایک مرتبہ ارادہ کرلیا تھا کہ رسالت مآب کو شہید کر ڈالین) اوسیقدر مشرف باسلام ہونیکے بعد وہ شدت کے ساتھہ طرفدار اور دوست اور حامی مذہب اسلام بن گئے۔ اور خود رسالت مآب عمرؓ کے اس جوش اور فریفتگی کی قدر کرتے تھے۔ عمر کا یہہ جوش اسلامی اخیر تک قائم رہا اور جس سختی کا وہ خود اپنے ساتھہ برتاؤ کرتے اور جسطرح ہر قسم کی لذات سے اپنے کو محروم کرتے اوسی سختی کو وہ دوسرون کے ساتھہ بھی کام مین لاتے تھے۔ اونکے احکام کی تعمیل حرف بحرف واجبات سے تھی اور جب خود اونسے کوئی امر خلاف حکم خدا ہوتا تھا تو اپنے قصور کے قائل ہوتے تھے۔ اس مزاج کے آدمی سے ہم البتہ توقع کرسکتے ہین کہ اوسنے اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلا دینے کا حکم دیا ہوگا۔ جسوقت اونکے نزدیک محض دین محمدی ہی (جسکی اشاعت کو وہ اپنا فرض سمجھتے تھے اور اور جس دین کو انھون نے نہایت سچائی سے قبول کیا تھا) ایک سچی چیز دنیا مین تھی تو اونکا یہہ بھی فرض تھا کہ اس دین کے مخالف جتنے مذاہب تھے اونکے نیست و نابود کرنے مین حتی الامکان کوشش کرتے۔ اور جسوقت ایک مجموعہ کتابون کا ایسا

موجود ہو جسمین دین اسلام کی کچہہ تعلیم ہو تو ایسے مجموعہ کے نیست و نابود کر دینے کو وہ لازم اور فرض خیال کرتے۔ پس کل واقعات تاریخی اسکی تائید کرتے ہین کہ ان مؤرخین عرب کا بیان درست ہو۔ لیکن اوسکے ساتہہ ہی یہہ بہی ہے کہ یہہ بیانات تاریخی جسوقت اونپر غور کیا جاوے نہایت مشکوک اور خلاف قیاس معلوم ہوتے ہین۔ اور اونپر ہرگز یقین نہین ہو سکتا۔

اس واقعہ کا سب سے زیادہ تفصیلی بیان ابو الفرج کے مختصر الدول[1] صفحہ ۱۱۴ میں ہے جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے یہہ سب سے زیادہ تفصیلی بیان اس واقعہ کا ہے اور اسمین بہی اون کتابون کا ذکر نہین ہے جو اسکندریہ کے کتب خانہ مین تہین بلکہ اون کتابونکا ذکر ہے جو خزانہ شاہی مین محفوظ تہین۔ اور میوزیم کے جلانے کا تو اطلاق اس بیان پر کسی طرح نہین ہو سکتا۔

غور کرنا چاہیئے کہ یہہ بیان اوس شخص کا ہے جو خود ایک سُریانی نصرانی تہا اور جو سُریانی اور نصرانی دونون زبانون مین لکہتا تہا اور جسکا زمانہ تیرہوین صدی کا وسط ہے۔ یعنی یہہ شخص اس واقعہ سے قریب چہہ سو برس مابعد تہا۔

لیکن عمرو بن العاص کے محاصرۂ دیمیتہ و بالآخر فتح اسکندریہ کا بیان اور سُریانی تاریخون مین بہی (مثل بلاذری وغیرہ کے) موجود ہے اور ان تاریخون مین ہر ایک واقعہ نہایت تفصیل کے ساتہہ لکہا گیا ہے مثلاً

[1] ہم اپنے مضمون مین چونکہ ابو الفرج کی پوری عبارت کا ترجمہ نقل کر چکے ہین اس لیے اس جگہہ اوسکا دوبارہ نقل کرنا بیفائدہ تہا۔ ۱۲ شبلی النعمانی

اسکندریہ کی مردم شماری حماموں و باغوں کی تعداد اور اونکی پوری کیفیتین - مقدار جزیہ جو قبطیون - نصارٰی اور یہود سے مقرر کیا گیا وغیرہ وغیرہ امور نہایت بسط کے ساتھہ درج ہین - لیکن ان تاریخون مین مطلقاً کتب خانہ جلانے کا ذکر نہین پایا جاتا ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کا ان قدیم تاریخون مین سے متروک ہونا نہایت عجیب امر ہی - کیونکہ فی الواقع اتنے بڑے کتب خانہ کے جلا دینے کو اگر عظیم الشان واقعہ نہ کہین تو کیا کہین - اگر مذہبی خیالات کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو خلیفہ عمر کے ایسے حکم کی تعمیل کو ایک نہایت فخر اور مباہات کی بات سمجھنا چاہیے - اور ایسے ایک واقعہ کا جسپر اسوقت کے مسلمان فخر کر سکین اور اوسکو ایک کار خیر سمجھین مطلقاً تاریخ مین متروک ہو جانا ایک حیرت انگیز بات ہے - غرض ابو الفرج کے بیان کو مورخین قدیم عرب کے بیان فتح اسکندریہ سے مطلقاً مطابقت نہین معلوم ہوتی -

محاصرۂ اسکندریہ چودہ مہینے تک رہا اور چونکہ سمندر کیطرف شہر بالکل کھلا ہوا تھا یونانی جہازون کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً فوج اور خورد و نوش کی اشیا برابر آیا کرتی تھین - یہہ بھی تاریخ مین صاف لکھا ہی کہ جو اشخاص متمول اسکندریہ مین تھے انہون نے اپنا مال و متاع ان جہازون کے ذریعہ سے شہر کے باہر بھیجدیا - اور ان مین سے بہت لوگ خود بھی نکل گئے - اور باقی ماندہ عربون کے متواتر اور متوالی حملون کی تاب نہ لا سکے اور بالآخر شہر عربون کے ہاتھہ مین آگیا -

شہر مین داخل ہوتے ہی عرب سپاہیون نے سخت غل مچایا او سب نے متفق اللفظ

ہوکر یہہ درخواست کی کہ باشندے بحیثیت غلامی کے اور کل اونکا مال و متاع بحیثیت غنیمت اون پر تقسیم کردیا جاوے - لیکن عمرو بن عاص نے اونکی اس خواہش کو روکا اور اس امر کا فیصلہ خلیفہ عمر پر چھوڑا - خلیفہ کا رجحان رعایت کی طرف ہوا اور حکم دیا کہ علاوہ فی کس دو دینار ٹیکس کے اور محاصل زمین کے جو منقولہ مال سے ہو شہر سے ایک علیحدہ خراج بہی لیا جاوے اور وہ سپاہ کو ادا کیجاوے اور باشندون کی جان و مال بالکل محفوظ رہین یہہ فیصلہ عمر کا بالکل حکم قرآنی کے موافق تہا - (دیکہو سورۃ التوبہ آیہ ۲۹) جس مین یہود اور نصاریٰ مفتوحین سے خراج لینے کے بعد اونکے کل حقوق ذاتی و مذہبی آزادی قائم رکھنے کا حکم ہی - نہایت قرین قیاس ہی کہ عمر کا جو اسقدر سختی سے اس رعایت کو جائز رکہنے کا ایک باعث یہہ بہی تہا کہ چودہ مہینے کے محاصرہ کے بعد شہر کا فتح ہونا ایک بہت بڑا باعث خوشی اور مسرت کا ہوا تہا -

قدیم مورخون سے اس واقعہ کی تائید مین بیان -

جسوقت کہ قدیم مورخین کا بیان اسطرح پر ہی اور جو یقیناً مبنی ہی شہادت معاصرین پر اور اون اشخاص کے جنہون نے ان واقعات کو بچشم خود دیکہا تہا تو اس بیان کی ہمکو بہت زیادہ وقعت کرنی چاہیئے بہ نسبت اون مابعد کے بیانات کے جو اوس اسقدر مختلف ہین کیونکہ قدیم مورخین کو جو روایات پہنچی تہین وہ بسبب قرب زمانہ کے زیادہ صحیح تہین اور اون مین کسی قسم کی تحریف نہین آنے پائی تہی اور پرانی روایات کا اچہی طرح پر قلمبند کرنا ایک خاصہ ہی قدیم مورخین اسلام کا -

یہہ نہین کہا جاسکتا کہ مورخین قدیم کا سکوت اس وجہ سے تہا کہ مسئلہ باطل یا نا ثابت نہین

ہوسکتا کہ شاید انہون نے کسی خاص غرض سے اور عمداً اتنے بڑے واقعہ کو چھوڑ دیا ہو۔ کیونکہ اسطرحپر ترک واقعات کا کرنا بالکل شان مورخین عرب ہی نہین بلکہ شان کل مورخین قدیم کے خلاف ہی۔

ان مورخین کے طرز تحریر پر اب ہم کسیقدر تفصیل سے غور کرینگے۔ انکے علم تاریخ مین سب سے نیچے کی سیڑھی کچھہ تو محض بڑی اور اہم واقعات ہم عصر کا قلمبند کرنا تھا اور کچھہ قومی شجرے تھے جنکو قدیم اقوام ابتدای زمانہ ہی سے نہایت ضروری اور باوقعت سمجھتے ہین۔ اس قسم کے شجرے اور اس قسم کے واقعات کی فہرستین خود بلیا بٹایک مین موجود ہین (مثلاً کتاب الاعداد مین ۳۳-۱-۴۹ ہیود کی فوج کے کل مقامات جہان انہون نے دشت مین قیام کیا) اور فی الواقع یہی شجرے اور فہرستین جزاد بنیاد تاریخ کی ہین۔

قدیم مورخون کا طرز تحریر

یہی قدیم فہرستین واقعات کی وہ رشتہ خام ہین جنکو مورخین نے اپنی تاریخون مین بُنا ہی لیکن اوس مین کوئی تغیر نہین آیا ہی اور ہمیشہ تاروپود تاریخ مین علیحدہ اور متمیز طور پر معلوم ہوتا ہی کہ یہہ پرانا مال ہی۔ دوسرے درجہ مین وہ زبانی روایات معاصرین ہین جو پشت بہ پشت سے زبانی چلی آئی ہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئی ہین۔ اگر ان روایات کے راویون کے نامون کا ملنا کسی طرح بھی ممکن ہوا ہی تو انکو عرب مورخین قدیم نے نہایت اہتمام کے ساتھہ درج کیا ہی۔ اور اگر یہہ سلسلہ روایات پورا ہی اور اسمین کی کوئی ایک کڑی بھی مفقود نہین ہوئی ہی تو پھر وہ روایت بالکل صحیح سمجھی جاتی ہی اگرچہ

اصل راوی اول جو ہمعصر تھا یا جسنے واقعہ کو بچشم خود دیکھا تھا اسی قدر غیر مستحکم ہین جس قدر
اس اصلی واقعہ پر غور کرنا یا اصل راوی کے معتبر یا غیر معتبر ہونیکی تحقیق مؤرخین عرب ہرگز نہین
کرتے تھے۔ اگر سلسلۂ روایات مین کہین اونکو اختلاف نظر آگیا اور وہ اختلاف بیان
اول سے کسی قدر متبائن کیون نہو تو اوسکو بھی وہ بیان اول کے ساتھہ ہی ساتھہ نقل
کر دیتے ہین۔ اور کبھی یہہ نہین لکھتے کہ ان بیانات متبائنہ مین کونسا بیان زیادہ وثوق
کے قابل یا زیادہ قرین بصحت ہی۔ اگر مادۂ تحقیق اونکا بہت ہی جوش مین آیا (اور ایسا
شاذ و نادر ہی) تو انہون نے ان بیانات کو لکھکر "واللہ اعلم" کا لفظ اوسکے بعد لکھہ دیا۔

اگرچہ اس طریقۂ تحریر سے مؤرخین عرب کی وقعت من حیث المؤرخین والمحققین ہماری
نظرون مین کم ہوجاتی ہی لیکن اوسکے ساتھہ ہی اون روایات کی جنکو انہون نے
درج کیا ہی اور جن مین مطلقاً کسی قسم کا تصرف ہونے نہین پایا ہی من حیث الواقعات
بہت زیادہ وقعت ہوجاتی ہی۔ جن اقوال اور تحریرات کو انہون نے نقل کیا ہی اونکے
اصلی الفاظ تک مع تمام صرفی و نحوی غلطیون کے انہون نے قائم رکھنے کی کوشش
کی ہی۔ اونکی کتابین ایک ذخیرہ ہین سچے تاریخی مادہ کا جنکے جمع کرنے مین کسی قسم
کی قوت امتیازیہ صرف نہین کی گئی ہی۔ فی الواقع یہہ ایک مواد ہی جس سے چھان
بین کرنے کے بعد ایک شخص با تمیز سچی اور درست تاریخ تیار کرسکتا ہی۔ جسکا نام
تاریخ لکھنا ہی وہ بالکل عربون مین پایا ہی نہین جاتا نہ فقط قدیم زمانہ مین بلکہ زمانۂ حال
مین بھی۔ مثلاً المقری کو دیکھو جسکا زمانہ سترہوین صدی کے ابتدا مین ہی۔

یہہ شخص بالکل خشک واقعات کا لکھنے والا نہ تہا بلکہ اسنے اسپین کے مسلمانون
کی پولیٹکل اور علمی ترقی کو بہی لکھنے کی کوشش کی ہی اور فی الواقع اوسکی تاریخ ایک خزانہ
ہی بے انتہا مختلف قسم کے واقعات سوانح اور اطلاعات کا جنکے جمع کرنے مین بیحد
محنت صرف کی گئی ہی - لیکن مقری بہی محض مؤلف ہی یہہ بات اوسمین بہی نہین ہی کہ اپنے
ماخذون کی چہان بین کرے اور اون مین سے اپنے طور پر ایک تاریخ پیدا کرے -

پس اگر مورخین عرب کی نسبت اخیر زمانہ مین بہی مؤلفین کا لفظ استعمال کیا جاوے
تو یہہ لفظ مورخین متقدم کے اوپر بدرجہ اولی چسپان ہونا چاہیئے - اوائل اسلام مین
ایک بہت بڑا ذخیرہ اقوال اور روایات اور حکایات معاصرین کا موجود ہی جسکے جمع کرنے
مین بے انتہا محنت اور احتیاط صرف کی گئی ہی - خود زمانہ حیات حضرت رسالت مآب
کے واسطے تو **مالک** کا مجموعہ اور صحیحین بخاری و مسلم موجود ہین اور اونکے بعد کے
واقعات اور فتوحات اسلام کیواسطے تاریخ **طبری** ہی جسکے مصنف نے سنہ ۹۲۲ع مین بغداد مین وفات
پائی - یہہ تاریخ طبری ایک مجموعہ ہی مختلف روایات (بعض صورتون مین ایک دوسرے سے متباین) اور اقوال متناقض
کا مع اسمائے رواۃ جنسے یہہ مختلف روایتین منقول ہوئی ہین - اسکے بعد ابن اثیر نے اسی کو اپنا
ماخذ بنایا - اگرچہ اوسنے کسیقدر روایات مین انتخاب کیا ہی - ابن خلدون نے
(سنہ ۱۴۰۵ع) اس سے بہی زیادہ نقادی سے کام لیا اور محض اسی مواد کو اپنے طور پر اپنی تاریخ
مین شامل کیا اور ایسی روایات کو جو قرین قیاس نہین تہین خارج کر دیا - ابن خلدون نے
البتہ درست اور فلسفوی طریق پر تاریخ لکھنے کی کوشش کی اور فن تاریخ کے متعلق

عام اصول کو اوسنے نہایت خوبی سے اپنے طویل دیباچہ مین شامل کیا او نفس کتاب مین محض واقعات تاریخی سے بحث کی ہی۔

اب ہم پھر اوس واقعۂ اسکندریہ پر واپس آتے ہین۔ خلیفہ عمر کے حکم سے عمرو بن عاص کا کتب خانۂ اسکندریہ کا جلانا ان پرانی تاریخون مین نہین ہی اور جہانتک مجھے یاد ہی یہہ واقعہ سبسے پہلے عبداللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ سے پانسو برس بعد سہا مذکور ہوا ہی۔ اسکے بعد اسکو مؤرخین عرب نے برابر تکرار کیا ہی[1] اور ابوالفرج نے سب سے زیادہ تفصیل سے لکھا ہی۔ عبداللطیف کا بیان نہایت مختصر ہی (دیکھو ترجمہ ڈساسی کا صفحہ ۱۸۲) وہ اون آثار باقیہ کا ذکر کرتا ہی جو اوسنے اسکندریہ مین دیکھے اور جنکا اوسنے تہوڑا تہوڑا بیان دیا ہی۔ وہ الفاظ جو اوسنے کتب خانہ کے جلانے کے بارہ مین لکھے ہین یہہ ہین۔ مین[2] خیال کرتا ہون کہ یہہ عمارت وہی مقام ہی جہان ارسطو اور اوسکے بعد اوسکے تلامذہ درس دیا کرتے تھے اور یہی وہ مدرسہ ہی جسکو سکندر نے شہر کی بنا ڈالتے وقت تعمیر کیا اور اسی عمارت مین وہ کتب خانہ تہا جسکو عمرو بن عاص نے خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا۔

سب سے پہلے اس واقعہ کا ذکر عبداللطیف نے کیا

یہہ بیان محض علی سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اس سے کوئی خاص غرض نہین پیدا ہوتی۔ یہ کسی خاص اصلی واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ ایک محض مشہور بات کا اعادہ

[1] مؤرخین عرب نے تکرار تو کیا اس واقعہ کا ذکر تک نہین کیا ہی ایک مقریزی پر مؤرخین عرب کا لفظ صادق نہین آسکتا ۱۲ شبلی
[2] عبداللطیف نے ہیرفی کا لفظ لکھا ہی اوسکا ترجمہ تو یہ نہین ہوسکتا جو پروفیسر صاحب نے کیا ۱۲ شبلی

کر دینا ہی جسکو اوس زمانہ کے سیاحون نے بارہا لکھا ہی اور جس قبیل وہمی قسم کے غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کے ہی جو زمانہ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تہی - عبد اللطیف کوئی مورخ نہین ہی وہ محض ایک سیاح اور سفرنامہ لکہنے والا شخص ہی اور اوسکے سفرنامہ مصر مین جو کچہہ تاریخی بیانات کہین کہین آ گئے ہین اونپر ہمکو زیادہ وثوق نہین کرنا چاہیے - علاوہ برین خود اوسکے بیان مین غلطیان ہین کیونکہ ارسطو کبہی اسکندریہ مین نہین آیا اور میوزیم کا بنانیوالا ہی سکندر نہ تہا بلکہ بطلیموس لاگی نے اوسکی تعمیر کی تہی - عبد اللطیف سے کہین زیادہ وقعت ابو الفرج کی تحریر کو ہی کیونکہ یہہ شخص فی الواقع عربون کے مقیاس کے مطابق ایک بہت بڑا اور زبردست مورخ ہی[1]- علاوہ ایک بہت جید سریانی دان ہونے کے اوسمین اونقسمونکی علمیت عقلمندی اور واقعات کے جانچنے اور انتخاب کرنیکی اعلی درجہ کی قابلیت ہی - اوسکی کتابین فلسفہ وتفسیر و مذہب وفقہ وصرف ونحو پر موجود ہین اور کل ان علوم مین اوسکی تصنیفات محض ایک سرسری واقفیت والے کی تصنیفات نہین ہین بلکہ ایک بہت ہی عالم اور محقق شخص کی -

عبد اللطیف کا بیان تاریخی حیثیت سے نہین ہی -

اب ہمکو چاہیے کہ **ابو الفرج (یعنی جارجیلس بار ہیبریکس)** کے حالات اور اوسکے سوانح اور زمانہ پر ذرا غور کرین - ابو الفرج ایک یہودی طبیب ہارون نامی کا بیٹا تہا اور شہر ملیٹن مین ۱۲۲۶ء مین پیدا ہوا - اوسنے اپنی اوایل عمر ہی مین

[1] ابو الفرج کی سریانی تاریخ تو ہمنے نہین دیکہی لیکن اوسکی عربی مختصر الدول ہمارے پیش نظر ہی جو محض معمولی درجہ کی تصنیف ہی ۱۲ شبلی

ابو الفرج کے مختصر حالات زندگی

ایک بہت مفید دار التعلیم یونانی - سریانی اور عربی زبانون مین پائی اور علاوہ انکے
عیسائی علم کلام تاریخ اور علم طب مین بہی استعداد حاصل کی - خود اوسکا باپ ترک
مذہب کر کے عیسائی ہو چکا تہا اسواسطے ابو الفرج نے اپنے سن شعور ہی سے عیسائی
مذہب کی تعلیم پائی - تحصیل علوم کے بعد سفرون اور سیاحتون کے ذریعہ سے اوسنے
اوبہی اپنے علوم کو ترقی دی - اور بہت کم سنی ہی مین اوسکے ہموطن اوسکی بے انتہا
عزت کرنے لگے - چنانچہ اکیس سال کی عمر مین وہ مقام گوبا کا جو اوسکے مولد سے
قریب تہا بشپ مقرر ہوا - تہوڑے ہی دنون کے بعد وہ طالب کا بشپ ہو گیا اور
اسکے بعد ہی موصل کی قریب کی خانقاہ مین آیا اور وہان اوسنے مافریان کا درجہ پایا -
یہ درجہ یعقوبیون کے گرجے کا دوسرا درجہ ہے اور اوسکے اوپر پیٹریارک ہی کا درجہ باقی
رہ جاتا ہے - اس عہدہ مین ابو الفرج کی حکومت ایشیاے کوچک کے بہت بڑے
حصہ پر مشتمل تہی - مافریان کا عہدہ کل مشرقی عہدون مین بہت معزز اور باوقعت سمجہا
جاتا ہے اور اس خاص زمانہ مین تو ہلاکو کی چڑہائیونکی وجہ سے اوسکے متعلقہ خدمات کا انجام
دینا بہی ایک نہایت مشکل امر تہا - کیونکہ ابو الفرج کو کئی مرتبہ نصرانیون کی طرف سے اونکے
حقوق آزادی کے لیئے ہلاکو کے پاس سفارتًا جانیکی ضرورت پڑی تہی اور ان سفارتون
مین اپنی خوش تدبیری اور لیاقت کی بدولت اوسنے ہمیشہ پوری کامیابی حاصل کی -
کہا جاتا ہے کہ اوسکا طبیب ہونا بہی ان کامیابیون کا بہت بڑا باعث تہا - ہلاکو کو اوسپر
بے انتہا اعتقاد تہا اور اوسنے نہایت کشادہ پیشانی سے نصرانیون کی آزادی کا فرمان

لکہہ دیا لیکن اصل یہہ ہی کہ ابوالفرج کی ذاتی وجاہت اوسکا علم اور علی الخصوص علم طب اوسکی عزت اور توقیر کا باعث ہوا اور اوسکی وجہ سے مغلیہ عملداری کے نصرانیون کو بہی عزت حاصل ہوئی - لیکن باوجود اسقدر علم وفضل کے جسنے اوسکو اپنے معاصرین مین نہایت مشہور بنا رکہا تہا ابوالفرج کا بہی اپنے اوس زمانہ کے مہمل خیالات اور توہمات کی زنجیرون مین جکڑا ہوا ہونا اوسکی صورت وفات سے ثابت ہی -

کہا جاتا ہی کہ ابوالفرج فن نجوم مین نہایت راسخ الاعتقاد تہا - اوسکی پیدایش اوسکا لشپ ہونا اور اوسکا مافریان ہونا یہہ سب واقعے عطارد اور زحل کے اقتران کے وقت وقوع مین آئے تہے اور اسواسطے اوسکا اعتقاد تہا کہ اوسکی وفات بہی انہین ستارونکے اقتران کے وقت واقع ہوگی - کیونکہ ان ستارون کے اثر کو وہ اپنی زندگی کے لیے خاص سمجہتا تہا - حسب اتفاق اس اقتران سے کچہہ دنون پہلے ابوالفرج کو سخت بخار آگیا - اوسنے علاج سے مطلقاً انکار کیا اور کہا کہ ان ستارون کا اقتران میری موت کی خبر دیتا ہی اور فی الواقع وہ مر بہی گیا - سن وفات اوسکا ۱۲۸۶ء ہی -

سب سے بڑی تاریخی تصنیف ابوالفرج کی اوسکی سریانی تاریخ کو سمجہنا چاہیئے - یہہ ایک کتاب ہی جسکو اوسنے بہت سی سریانی - عربی - فارسی اور یونانی کتابون سے نہایت تحقیق اور محنت کے ساتہہ لکہا ہی - اس بڑی کتاب کا جسمین دنیوی اور دینی تاریخین دونون جمع ہین اوسنے اپنے اخیر وقت مین ایک خلاصہ عربی مین لکہا جسکا نام تاریخ الدول ہی اور جسکو پوکوک نے ۱۶۶۳ء مین چہاپا - یہہ محض خلاصہ نہین ہی -

یہہ واقعہ ابوالفرج کی اصلی سریانی تاریخ مین نہین ہی -

بلکہ اس مین بہت سی چیزین ایسی ہین جو اصل سُریانی مین نہین ہین - آیا یہہ مقامات بعد کے الحاق ہین یا خود ابو الفرج نے انکو بڑہا یا ہی؟ بخوبی نہین معلوم ہوتا کیونکہ اس خلاصے کے کل نسخے ناکامل ہین - یہہ واقعہ اسکندریہ کے کتب خانہ جلانے کا بہی جو عربی مین موجود ہی اصل سُریانی مین نہین پایا جاتا -

اس واقعہ کے فقط عربی مین پائے جانے کی یہہ وجہ بیان کی گئی ہی کہ چونکہ عربی کو ابو الفرج نے خاص مسلمانون کی ضرورت سے لکہا تہا اسواسطے اوسنے عربی خلاصہ مین یہہ واقعہ بڑہا دیا کیونکہ اس واقعہ کا اثر مسلمانون پر بہت زیادہ پڑتا تہا - بہرحال اس واقعہ کا اصل سُریانی مین نہوتا نہایت عجیب امر ہی اور اوس سے زیادہ تعجب خیز یہہ امر ہی کہ یہہ واقعہ یوٹیکیٹس اور المکین کی تاریخون مین نہین پایا جاتا یوٹیکیٹس دسوین صدی مین خاص اسکندریہ مین پیٹریارک تہا (اوسکی وفات کا سنہ ۹۴۰ء ہی) اور اوسنے اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکہا ہی - اسمین شک نہین کہ چونکہ وہ خاص موقع واقعہ پر تہا اسواسطے اوسنے جن ذرائع سے اپنی تاریخ لکہی تہی وہ یقیناً متعدد اور قابل اعتبار ذرائع ہونگے - وہ خود ایک عالم آدمی تہا اور اوسکی نظر مین اتنے بڑے کتب خانہ کا تلف ہوجانا جسمین یقیناً بہت سی کتابین نصرانیون کے کام کی بہی موجود تہین ایک نہایت اہم اور افسوسناک واقعہ تہا اور اوسکو کوئی امر مانع نہین تہا کہ وہ مسلمانون کے اس کتب خانہ کو جلانے کا واقعہ تفصیل کے ساتہہ لکہتا -

المکین بہی (جسکا زمانہ تین سو سال بعد تہا) نصرانی تہا اور اوسنے اپنی تاریخ مصر

قدیم عیسائی مؤرخون [illegible] اس واقعہ کو [illegible]

مین لکہی - اوسنے بہی نہایت تفصیل سے اسکندریہ کی فتح کے واقعہ کو لکہا ہی لیکن
اوسنے بہی اس کتب خانہ کے جلانے کی بابت ایک لفظ تک نہین لکہا - یہ دونون
قدیم اور بلعد کے مورخ مقام واقعہ سے بہ نسبت ابوالفرج کے قریب تر تہے - کیونکہ
ابوالفرج نے اپنی کتاب ایشیا کے کوچک مین تصنیف کی اور قیاس بہی چاہتا ہی
کہ اوسنے اپنے واقعات کو رومیون کی کتابون سے لیا ہی جنہین اسلام کی تاریخ
بہت کچھ رنگی ہوئی ہی - مورخین رومی نے اپنے کو بالکل اسلام کا مخالف دکہایا
ہی اور وہ اسلام کو ایک نہایت عذاب کی نظر سے دیکہتے ہین - وہ سمجہتے ہین کہ
اونکا فائدہ اسی مین ہی کہ وہ اسلام کو جسقدر ممکن ہو وحشی حالت مین دکہاوین اور یہہ
بہت ہی قرین قیاس ہی کہ یہہ ساری کہانی کتب خانہ اسکندریہ کو جلانے کی
انہین مورخین رومی کی ایجاد ہی - یہہ بہی ممکن ہی کہ ابوالفرج نے ایک اور واقعہ کو جو
اوسکے بالکل مماثل ہی غلطی سے اسکندریہ کے بابت لکہدیا ہو - وہ واقعہ یہہ ہی
کہ جسوقت سعد بن وقاص نے خلیفہ عمر کے وقت مین ایران کو فتح کیا ہی تو بہت
سی فارسی کتابین اوسکے ہاتہ لگین اور اوسنے خلیفہ سے دریافت کیا کہ یہ کتابین
کیا کیجاوین اوسوقت خلیفہ نے یہہ جواب دیا کہ اونکو یا تو آگ مین ڈالدیا جاوے
یا پانی مین -

ابوالفرج کے بیان کی مبالغہ آمیزی -

اگر ابوالفرج کے اس بیان پر ذرا غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اوسمین نہایت
مبالغہ ہی - کہا جاتا ہی کہ چار ہزار حمام اس کتب خانہ کی کتابون سے چہہ مہینے تک گرم

ہوتے رہے ـ یہہ تو بالکل قطب الدین کے اوس بیان کے مقابل مین رکہنے کے قابل ہی جو اوسنے ہلاکو کے وقت مین بغداد کے کتب خانہ کے نسبت لکہا ہی ـ ہلاکو نے حکم دیا تہا کہ کتابین دجلہ مین ڈال دی جاوین اور اونکے ڈال دینے سے ایک پل بنگیا جسپر سے سوار اور پیدل گذرتے رہے اور اون کتابون مین سے اسقدر روشنائی دہلی کہ دجلہ کا پانی بالکل سیاہ ہوگیا ـ

نہ فقط ابو الفرج کے بیان مین مبالغہ ہی پایا جاتا ہی بلکہ اوسکا بیان اور دوسری معتبر شہادتون کے خلاف بہی معلوم ہوتا ہی ـ مثلاً عمرو نے جو خط خلیفہ عمر کو فتح اسکندریہ کے بارہ مین لکہا دیکہو (آرنلڈ کے منتخبات عربی صفحہ ۱۴۵ ـ اور ایوالڈ کی تحریر جرمن اورنیٹل سوسیٹی کی روداد جلد ۳ صفحہ ۳۴۹) اوس مین یہہ عبارت ہی ـ مین نے شہر کو فتح کرلیا ـ اوسکی موجودات کی مین تشریح نہین کرسکتا لیکن اتنے بیان پر اکتفا کرتا ہون کہ اوس مین چار ہزار قصر ہین چار ہزار حمام چالیس ہزار خراجگزار یہودی چار سو شاہی سیرگاہین اور بارہ ہزار باغ جنکی ترکاری بکتی ہی ـ اسی خط مین یہہ بہی ہی کہ عربون نے شہر کو لوٹنا چاہا تہا لیکن عمرو نے اونکو اس سے باز رکہا اور خلیفہ سے ہدایت طلب کی ـ خلیفہ نے بہی اس ارادہ کو ناپسند کیا ـ کتب خانہ کے جلانیکا حکم ہرگز اس بیان کے ساتہہ مطابقت نہین رکہتا ـ عمرو نے اپنے خط مین بہت سے عجائبات اور قیمتی چیزون کا جو اسکندریہ مین موجود تہین ذکر کیا ہی اور ایسا شخص جسکو خود ابو الفرج نے علم دوست سپہ سالار کہا ہی اتنے بڑے ذخیرہ کتب سے بالکل سکوت کرے

عمرو بن العاص کے مفصل خط مین کتبخانہ کا ذکر نہین ہی

خیال مین نہین آتا۔

یہہ کہا جاسکتا ہی کہ عمرو نے کتب خانہ کا حال کسی دوسرے خط مین خلیفہ کو لکہا ہوگا۔ لیکن عمرو اسکندریہ مین بہت تہوڑے دلون رہا اور اس قلیل زمانہ مین اتنی مہلت نہ تہی کہ اوسکو اوس دوسرے (مفروض) خط کا جواب خلیفہ کے پاس سے ملتا۔

پس یہہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا عربون کے فتح اسکندریہ کے وقت وہان کتب خانہ موجود تہا یا نہین؟ یہی سوال گبن نے بہی کیا ہی اور اوسنے بہی ابو الفرج کے بیان کو نہایت خلاف قیاس دیکہا ہی۔

کتب خانہ میوزیم کی تاریخ۔

اب ہم مختصر سی کیفیت اس کتب خانہ کی بیان کرتے ہین۔ اس کتب خانہ کا بانی بطلیموس* اول الملقب بہ لاگی جسنے ایک بہت بڑا گروہ علما کا اپنے گرد جمع کیا تہا اور اسکندریہ کو ایک بہت بڑا مرکز علوم بنادیا تہا۔ لیکن اوسکے عہد سلطنت مین اس کتب خانہ کی محض بنا پڑی تہی اور اوسکے بیٹے بطلیموس* ثانی فلاڈلفس نے جسکا زمانہ تیسری صدی قبل مسیح ہی اوسپر اضافہ کیا اور میوزیم کو بہی نئی رونق دی۔ اس زمانہ مین یہہ میوزیم شہرۂ آفاق اور مرجع وماوی تمام مشہور علماے عالم کا ہوگیا تہا اور تمام اقصاے عالم سے طلاب علم فلسفہ وہان آتے تہے حقیقت مین یہہ اوس زمانہ مین مشہورترین مدارس قدیم مین سے تہا اور اوس مین کل علوم وفنون کی تعلیم ہوتی تہی۔ اگرچہ اوسکے بعد کے زمانہ مین بہی کئی مشہور مدارس اور دار العلوم ہوے ہین مثلاً دار العلوم نسیبس* وایڈیسا* جو یونانی اور سریانی علوم کے واسطے مشہور مرکز گنے جاتے تہے لیکن اونمین سے کوئی بہی کیا بلحاظ وظائف

Ptolemæus I Lag

Ptolemæus II Philadelphus

*Nisibis * Edes*

اور کیا بلحاظ شہرت اساتذہ اور نام آوری اسکندریہ کے مدرسے کو نہین پہونچتا ہی
کتب خانہ بہی ایک جزو اس مدرسہ کا تہا اور دونون کی ترقی روز افزون ہوتی گئی۔ ان
کتابونکی تعداد چار لاکہہ سے لیکر سات لاکہہ تک لکہی گئی ہی لیکن یہہ بیان مورخین متاخر کا
ہی اور انہون نے کوئی قابل اطمینان حوالہ اس تعداد کی نسبت نہین دیا ہی۔ علاوہ
اس کتب خانہ کے جو مدرسہ سے متعلق تہا اور بہی کئی کتب خانے اسکندریہ مین موجود تہے
مثلاً معبد سارپس Sarpis کا کتب خانہ جسکا نام سیریم تہا اور جسکی بابت ٹرٹلین
Turtullian کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ تیسری صدی مسیحی تک موجود تہا۔
اسکے سوا کتب خانہ سیباسٹیم Sebastium اور کئی چہوٹے کتبخانے بہی تہے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سات لاکہہ کی تعداد جو بیان کی گئی ہی وہ ان کل کتبخانون کی
مجموعی تعداد ہی۔

لیکن جہانتک خیال کیا جاسکتا ہی یہ شدہ مدرسہ اسکندریہ کے کتب خانہ کا سنو
برس سے زیادہ نہین رہا کیونکہ دوسری صدی قبل مسیح کے نصف دوم ہی مین
یورجٹس ثانی Euerjetes II کے زمانہ مین علما اور رومی کال لوگ اسکندریہ سے نکال
دیئے گئے تہے اور اسکی وجہ سے مدرسہ مین بہی جو بالکل کتب خانہ کا ایک جزو تہا
اور جسکی ساری عظمت ان علما سے تہی زوال آگیا تہا۔

خود یورجٹس ثانی Euerjetes II نے اپنی پہلی غلطیون پر متنبہ ہو کر اخیر مین
علم کیطرف توجہ کی اور صاحب تصنیف ہوگیا یعنی ایک کتاب علم حیوانات پر لکہی اور

ہومر Homer کی نظم کو جمع کیا۔ اوسنے علما کو واپس بلانیکی کوشش کی لیکن کوئی
آنے پر راضی نہوا فقط ارسٹارک Aristarch جو ایک مشہور شخص اور اوستاد یورجیٹیس کا
تہا اسکندریہ مین باقی رہ گیا اور علمی اشغال مین مصروف رہا۔ یورجیٹیس ثانی سے جولیس سیزر
Julius Caesar تک جو سو برس کا زمانہ ہی تاریخون مین متعلق کوئی پتہ اس مدرسہ کا
نہین پایا جاتا ہی۔ جولیس سیزر کے زمانہ مین اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۴۷ء قبل
مسیح مین میوزیم مین آگ لگ گئی تہی اور بہت بڑا حصہ کتابون کا اس آگ سے تلف
ہوگیا تہا۔ اسٹرابو Strabo نے جو اس واقعہ کے بتیس برس بعد یعنی سنہ ۲۴ء قبل
مسیح مین اسکندریہ گیا ہی وہان کی کل چیزون کو نہایت تفصیل کے ساتھہ لکہا ہی
لیکن اوسنے کتب خانہ کا ذکر تک نہین کیا ہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اون نقصانات
کی جو آگ کے سبب سے کتب خانہ مین واقع ہوگئے تہے اوسوقت تک بخوبی
تلافی نہین ہوئی تہی لیکن اس تلافی کا آگے چلکر ہوجانا اس سے ثابت ہی کہ سیوٹن
Suetin اپنی کتاب سوانح ڈیاک لیشین Diocletian مین لکہتا ہی کہ اس بادشاہ نے
اطالیہ کے کتب خانہ کی ضایع شدہ کتابونکی تجدید بذریعہ نقول کتب خانہ اسکندریہ
سے کر لی تہی۔ رومی شاہنشاہون کے وقت مین سنین ترقی و سنین تنزل ایک دوسرے
کے بعد آتے گئے۔ کاراکلا Carucella نے جو تباہی اسکندریہ پر ڈہائی تہی اوسکی
تلافی الکزنڈر سیویرس Sen-ris نے کی اور مدرسہ کو از سر نو چمکایا اور سیوڈاس
Suidas کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۳۹۰ء تک بہی میوزیم موجود تہا

لیکن سراپیم اور اوسکے کتب خانہ کا حال اس وقت تک تاریکی مین پڑا ہوا ہی —
یہہ تو معلوم ہی کہ سراپیس کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تہا ۳۸۹ء مین
تہیوڈوسیس اعظم Theodosius the Great کے وقت مین ایک نصرانی گرجا بنا
دیا گیا تہا - آیا اس تبدیل کے وقت تک وہ کتب خانہ وہان موجود تہا یا ضائع
ہوگیا تہا - یا کتابین قسطنطنیہ کو منتقل ہوگئی تہین مطلق معلوم نہین ہوتا -

یہہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرین قیاس ہی کیونکہ تہیوڈوسیس
ثانی نے جو کتب خانہ پانچوین صدی مین قسطنطنیہ مین قائم کیا وہ زیادہ تر مصر
اور ایشیاے کوچک کی کتابون سے بنا ہوا تہا -

جب کل واقعات متعلقہ تاریخ کتب خانہ اسکندریہ پر غور کیا جاوے تو یہی
نتیجہ نکلتا ہی کہ جس وقت عربون نے اسکندریہ کو فتح کیا ہی اوس وقت اس مشہور
و معروف کتب خانہ کا جسکی شہرت اسقدر قدیم زمانہ مین تہی اور جسنے اوس زمانہ
کی اشاعت علوم مین اسقدر مدد دی تہی کوئی حصہ باقی نہ رہتا اور اگر تہا بہی تو بہت
ہی تہوڑا حصہ تہا - اقوام اور امم کی ترقی مین وہ قوت جاذبہ جو ہر چیز کو مرکز کیطرف
کہینچتی ہی اور ساری ترقیون کو کسی ایک مرکز پر جمع کر دیتی ہی اور قوم کے دور
افتادہ اجزا کو بہت ہی ضعیف طور پر مرکز سے ملاتی ہی اور زوال قوم مین تعجیل پیدا
کرنے کا ایک بہت بڑا سبب بنجاتی ہی اس خاص موقع پر مصر و ایشیا مین بہی
موجود تہی - یہہ نہایت قرین قیاس ہی کہ مصر کا دور سے دور کا حصہ بہی اس

مرکز علوم اس دار السلطنت کو اپنا علمی خراج بھیجنے پر مجبور رہتا - اور یہی مجلی ان
اقطار دور و دراز کی تہی جسنے اسلام کی حیرت انگیز اور عالمگیر فتوحات کو (جو
ہر ایک خوانندہ تاریخ کے واسطے ایک پر عبرت اور تعجب خیز واقعہ ہی) ممکن
کر دیا تھا - پیروان دین محمدی نے بلاشک بہت سی باقیات صالحات زمانہ
قدیم کو نیست و نابود کر دیا لیکن اس مین بہی شک نہین کہ میری راے مین
یہہ الزام اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلانے کا ان پر لگانا بالکل جہوٹا و افترا ہی

ترجمہ مضمون پروفیسر واٹ

جسکو

اونہون نے اپنی کتاب تاریخ مصر مین درج کیا ہی ۔

عربی مین ایک مثل ہی کہ الحدیث ذو شجون - ایک ایسی تصنیف مین جسکا
موضوع تفریح طبع ہو جسقدر چاہین دور از مطلب مضامین کا ذکر کر سکتے ہین - زیادہ
سنجیدہ مضامین کی کتابون یا زیادہ باقاعدہ قسم کی تصنیفات مین سے بہی دور از
مطلب مضامین کا بیان کرنا بالکلیہ خارج نہین کیا جا سکتا بشرطیکہ ایسے بیانات سے
مصنف کی راے کی تشریح و تائید زیادہ تر عمدگی سے ہو سکتی ہو - یعنی بشرطیکہ وہ
اس پیچ و پیچ راستے پڑہنے والے کو مقصد اصلی و غایت تحقیق تک پہونچا وے
کہ اوسکو خبر تک نہو -

اسی قسم کے تاریخی سلسلہ بیانات ہین جو ابوالفرج ہمیشہ اپنی ایک تاریخ مین جابجا بطور شاخ در شاخ مضامین کے بیان کیا کرتا ہے فیلوپونس نے جو ناکام کوشش کتب خانۂ اسکندریہ کے بچانے کی کی تہی اور جسکا ذکر اس مصنف کے سوا کسی نے نہین کیا اوسکا حال ہمکو صرف اسی ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس مصنف نے بعض واقعات کو ضمنی طور پر بیان کرنیکا طریق اختیار کیا تہا اس عیسائی فلاسفر نے عمرو بن العاص سے جسکو (حضرت) عمر نے سپہ سالار فوج مقرر کیا تہا جو درخواست کی تہی اوسکو اس عربی مورخ نے اسطرح تحریر کیا ہے[1]۔

مسٹر گبن لکہتا ہے کہ حضرت عمر کی کورانہ اطاعت کے ساتھ تعمیل کی گئی۔ کاغذ یا چمڑے کی کتابین چار ہزار حماموں مین تقسیم کی گئین اور وہ کتابین اسقدر ناقابل یقین کثرت سے تہین کہ اس بیشبہا ایندہن کے جلانے کے لیے چھ مہینے مشکل سے کافی ہوے۔ جب سے ابوالفرج کی تاریخ زبان لاطینی مین دنیا مین شائع ہوئی ہے یہہ قصہ بار بار منقول ہوا ہے۔ اور ہر مصنف نے زمانۂ قدیم کی تصنیفات علوم و فنون کی بربادی پر جسکی کبہی تلافی نہوگی نہایت دلی سے غصہ و ماتم کیا ہے۔ لیکن میرا ذاتی میلان استحکام کے ساتھ اسطرف ہے کہ واقعہ مذکورہ بالا اور اوسکے نتائج دونون سے انکار کیا جاوے یہہ واقعہ حقیقت مین ایک اعجوبہ ہے۔ مورخ مذکور خود لکہتا ہے کہ "فاسمع ما جری واعجب"۔

[1] اس عبارت کا بعینہ ترجمہ ہم اپنے مضمون مین نقل کر چکے ہین اس لیے یہان اوسکا مکرر نقل کرنا بیفایدہ تہا۔ ۱۲ شبلی نعمانی

پھر آگے چلکر مسٹر گبن اس فقرہ پر ایک حاشیہ چڑہا کر لکھتے ہین کہ "یوٹیکیس کی تاریخ اور المکین کی تاریخ عرب مین اس قصہ کا پتہ لگانا عبث ہی - ابو الفدا و مرتدی (؟) و دیگر گروہ اہل اسلام کا سکوت چندان مفید قطعیت نہین ہی کیونکہ وہ عیسائیون کے لٹریچر سے جاہل تھے"۔

لیکن سب سے پہلے یہ دیکھنا ہی کہ آیا خود ابو الفرج کا بیان بھی مسٹر گبن نے صحیح صحیح نقل کیا ہی - یقیناً مورخ مذکور کے الفاظ سے یہہ نتیجہ نکالنا واجب ہی کہ یہہ کتابین شہر کے تمام چار ہزار حماموں مین جلانے کے لیئے تقسیم کی گئی تھین - یہہ کتابین خواہ کتنی ہی حماموں مین تقسیم ہوئی ہون ہر صورت مین ابو الفرج کی تحریر اور وہ معنی جو میری رائے مین اوس سے مفہوم ہوتے ہین بجا ہین وہ یہ نہین لکھتا کہ چھہ مہینے جلنے کے لیئے بمشکل ناکافی تھے - ایسا لکھنا اصل بیان کو غلط سمجھکر اوسپر غلط حاشیہ چڑہانا ہی - عربی مورخ - ابو الفرج کوئی بیان اس قسم کا نہین کرتا وہ صرف یہہ واقعہ بیان کرتا ہی کہ نصف سال مین کل کتابین جل چکی تھین لیکن وہ اس امر کی تصریح نہین کرتا کہ کسقدر حماموں کے ذریعہ سے اون کتابونکی بربادی عمل مین آئی - اسلیئے کتابون کی ناقابل یقین کثرت تو یک لخت جاتی رہی - اس تمام عرصہ مین جبکہ یہہ مانند قدیم کی یادگار بیشبہا کتابین بتدریج جلتی تھین کوئی خیال افسوس یا پشیمانی کا فاتحون کے دل مین پیدا نہوا نہ کوئی اس قسم کی خواہش پیدا ہوئی کہ اس گرانمایہ کتب خانہ کی باقیماندہ خزانہ کو اب بھی تباہی و بربادی سے بچا لیا جائے - اس صورت مین ابو الفرج کا یہہ کہنا

سچا ہی کہ "فاسمع واعجب" ان جنگلیون کے بیرحم غضب اور وحشیانہ جہالت کو سنو اور تعجب کرو۔

ثانیاً اگر ہم مسٹر گبن کی یہہ بات تسلیم کرلین کہ اس عام واقعہ کی نسبت صرف ابو الفرج ہی کی شہادت ہی تو بہی اوسکی واقعیت کی نسبت مجھکو کوئی معقول شبہہ کرنیکی وجہ معلوم نہین ہوتی۔ بلکہ بطریق تنزل مین اس سے زیادہ تسلیم کرونگا۔ مین یہہ بات کو بہی مان لونگا کہ ابو الفرج نے سریانی تاریخ مین اس واقعہ کا بیان نہین کیا۔ حالانکہ جس زمانہ مین وہ واقعہ وقوع مین آیا اوس زمانہ کا اوسنے عام طور پر ذکر بہی کیا ہی۔

ان دونون عام تاریخون کی کیفیت جن مین سے ایک زبان عربی مین لکھی گئی ہی اور دوسری سریانی مین بذریعہ دو کتابون کے جن کی حال مین اشاعت ہوئی ہی بخوبی بیان کی جا سکتی ہی۔

کچہہ عرصہ گذرا ایک کتاب شائع ہوئی تہی۔ بلحاظ اس امر کے کہ اوس کتاب مین واقعات کا نہایت سلیقہ سے انتخاب کیا ہی اور اونکو عمدگی سے ترتیب دی ہی اور اون واقعات کے ثبوت مین شواہد بیان کیئے ہین اور اس امر کی تحقیق مین کہ اونمین باہم ایک دوسرے کے ساتہہ کیا مناسبت ہی نہایت فراست ظاہر کی ہی اور تمام نتائج قواعد منطق کی سخت پابندی کے ساتہہ نکالے ہین اور اونکو دلیرانہ فصاحت سے بیان کیا ہی وہ کتاب نہ صرف اہل برطانیہ کی تعریف و شکریہ کی مستحق ہی بلکہ ہر شخص جو صداقت اور انصاف اور انسانیت کو دوست رکہتا ہی اوسکا شکریہ اور تعریف و تحسین

یہہ عالمانہ تصنیف تاریخ سیاست ملک برطانیہ کلان و فرانس ہی جو مشہور سے فاضل دوست مسٹر ہربرٹ مارشتس نے جرمنی و انگریزی زبان مین لکھی ہی۔ انگریزی ایڈیشن کی بنسبت مصنف مذکور یون لکھتا ہی کہ اس کتاب کو جو اہل برطانیہ کے روبرو پیش کی جاتی ہی ایک معنی مین ترجمہ کہہ سکتے ہین کیونکہ یہہ کتاب ابتداءً زبان جرمنی مین لکھی گئی تھی۔ لیکن جبکہ مصنف نے خود اس کتاب کو لکھا ہی اسلیئے اسکو اصل کتاب کہلانے کا بھی اوتنا ہی حق ہی۔ درحقیقت یہہ کتاب لفظی ترجمہ نہین ہی بلکہ اوسی ایک مضمون کو دوسری زبان مین تحریر کیا ہی اور اونہی پہلی سندون سے اوسکا ثبوت دیا ہی۔ مختلف مقامات مین نئے امور بھی اضافہ کیئے گئے ہین اور اونکی ترتیب مین چند تبدیلیان کی گئی ہین علاوہ ازین جرمن مصنفون کے حوالے اور بعض فقرات جو اس ملک کے پڑھنے والون کے لیئے ناقابل فہم تو نہین مگر غیر دلچسپ تو ضرور ہوتے ترک کر دیئے گئے ہین۔

اس بیان سے کسی قدر اوس امر کی تشریح ضرور ہو جائیگی جو مین ابوالفرج کی دو عام تاریخون کی نسبت جنمین سے ایک زبان سریانی مین ہی اور دوسری زبان عربی مین کہنا چاہتا ہون۔ ان دونون تاریخون مین عام طور پر ایک ہی مضمون بیان کیا گیا ہی لیکن جیسا مصنف نے اپنی دانست مین اوس قسم کے پڑھنے والون کے لیئے جنکے لیئے اوسنے یہہ کتاب لکھی کسی امر کو نہایت دلچسپ سمجھا اوسکے لحاظ سے کہین کہین کچھہ امور اضافہ کیئے گئے ہین اور کہین کہین فروگذاشت بھی ہوئی ہی۔ مثلاً متعدد واقعات

محاصرہ و فتح مکہ اور مختلف پیغامات جو رچرڈ شیر دل اور اوسکے فیاض حریف صلاح الدین
کے درمیان آئے گئے وہ شام کی تاریخ مین زیادہ تفصیل سے بیان کیے گئے
ہین۔ لیکن عربی تاریخ مین اونسے بالکل سکوت کیا گیا ہی۔ برخلاف اس کے
فلوپونس کا درخواست کرنا اور کتب خانہ اسکندریہ کا جلایا جانا عربی تاریخ مین بیان
کیا گیا ہی۔ اور تاریخ شام مین اوسکا ذکر ترک کیا گیا ہی۔ اس قسم کی مثالین بیشمار ہین
اور ہر ایک شخص اسکا خود فیصلہ کرسکتا ہی۔ کیونکہ دونون تاریخین اصلی زبان مین مع
لاطینی ترجمہ کے پبلک کے روبرو موجود ہین۔

مجھے توقع ہی کہ اب آیندہ مسٹر گبن کا یہہ اعتراض کبھی نہ سنا جائیگا کہ جبکہ ایکطرف صرف
ایک اجنبی شخص کی تحریر ہی جسنے چھٹی صدی کے اخیر مین ملک میڈیا کے حدود مین
بیٹھکر کتاب لکھی اور دوسری طرف ایسے دو قدیم مورخون کا سکوت ہی جو دونون عیسائی
اور خاص مصر کے رہنے والے تھے اور انمین سے لیطریق یوٹیکیس نے جو زیادہ تر
قدیم ہی واقعات فتح اسکندریہ کو تفصیل سے بیان کیا ہی۔ اسلیئے اون دونون مورخون کا ہی
پلہ بھاری رہتا ہی۔ جب خود ابوالفرج نے اپنی شام کی عام تاریخ مین عمروؓ کی سوانح عمری
بیان کی اور فتح اسکندریہ کا ذکر کیا اور باوجود اسکے کتب خانے کے جلائے جانے کا
ذکر نہین کیا بلکہ فلوپونس کا نام تک نہین لیا تو دوسرے دو مورخ بھی ایسا ہی کیون
نہین کرسکتے تھے؟ اس امام مشرق کا جو علمی اور مذہبی پایہ ہی اور اوسکی سنجیدگی و تقدس
کی دو صفتون کی نسبت مسلمانون اور عیسائیون نے جو کچھہ متفق الراے ہو کر لکھا ہی

اوسکے لحاظ سے سیریقی راے مین اگر وہ اپنی شہادت مین تنہا بہی ہوتب بہی اوسکی شہادت مسٹر گبن کی حقیر خردہ گیری کی نسبت بہت زیادہ وزن رکہتی ہی۔

لیکن ہم مسٹر گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مورخون کی اثباتی شہادت پیش کرنے کی جرائت کرینگے یہہ دونون مورخ ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند ہونیکی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جاسکتا۔ اور وہ دونون مذہب اسلام کے نہایت سرگرم معتقد ہین میری مراد مقریزی اور عبد اللطیف سے ہی جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کا ذکر کرنے مین ہی متفق الراے نہین ہین بلکہ ہمکو ٹہیک ٹہیک اوس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکور قائم تہا۔ کیونکہ مینارون کا ذکر کرنے کے بعد جنکو عموماً پامپی کے مینار کہتے ہین اور بعض قدیم عمارت کے کہنڈرات کا حال لکہکر وہ یہہ لکہتے ہین کہ اس مقام پر وہ کتب خانہ تہا جو عمرو بن العاص نے خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا تہا۔ اسلیئے مین یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو جلانا یا ٹہیک یون کہنا چاہیئے کہ برباد کرنا اور اوسکا اصل مقام ایسے طور پر محقق ہی کہ اوس مین کوئی نزاع نہین ہوسکتی۔

تمت